سلسلہ کی اعانت کی تحریکیں

(۱) ابتدائے سال میں میں نے ہندوستان سے باہر میگزین کی مفت اشاعت کیلیے ایک تحریک کی تھی جسپر بعض احباب نے توجہ کی۔ پچھلے مہینے میں لاہور کی جماعت کیطرف سے حکیم محمد حسین صاحب قریشی نے یہ تجویز کی اور پھر اسپر عمل کرنے میں بھی سبقت کی جزاہم اللہ احسن الجزاء جسکو میں بدر میں شایع بھی کر چکا ہوں کہ تمام شہروں اور قصبوں کی جماعتیں ایک معین تعداد رسالوں کی اپنے ذمہ لے لیویں جو انکے خرچ پر باہر بھیجوائے جاویں۔ اس تجویز کا اثر نہایت نیک ہوا اور لاہور۔ سیالکوٹ۔ میرٹھ۔ ڈیرہ غازیخاں اور کپورتھلہ کی جماعتوں نے اسکو پسند کر کے بعض نے چالیس چالیس اور بعض نے دس دس رسالوں کا اپنے خرچ پر باہر بھیجنا منظور کیا۔ مگر تعجب ہے کہ ان پانچ جماعتوں کے سوا اور کسی جماعت کیطرف سے آواز نہیں آئی اسلیے دوبارہ تمام جماعتوں کے کارکن ممبروں کی خدمت میں درخواست کیجاتی ہے کہ وہ بہت جلدی اسکا انتظام کریں ایک جماعت میں سے دس رسالوں کا باہر بھیجنا صرف ۴۵ روپے سالانہ کا خرچ ہے جو پونے چار روپیہ ماہوار ہوتے ہیں اور تھوڑی سی کوشش سے اسقدر چندہ جمع ہوسکتا ہے۔ جماعت وزیر آباد اور حیدر آباد دکن سے بالخصوص یہ استدعا ہے کہ وہ لاہور اور سیالکوٹ کی طرح چالیس چالیس رسالوں کا انتظام کریں۔

(۲) جاپان میں اشاعت اسلام کیطرف حضرت امام علیہ السلام کو خاص توجہ ہے اور آپکا منشا ہے کہ ایک کتاب تیار کیجاوے جسمیں جامع طور پر اصول اسلام دکھائے جاویں یہ بھی فرمایا ہے کہ جبتک ایسی کتاب تیار ہو اسوقت تک میگزین کی متعدد کاپیاں ہی اشاعت کیلئے باہر بھیجنی چاہئیں۔ بہت احباب نے اسطرف توجہ فرمائی ہے جنہوں نے ابھی تک نہیں کی انکی خدمت میں یہ التماس ہے کہ وہ جلد تر توجہ فرماویں۔

(۳) مدرسہ تعلیم الاسلام کیطرف احباب کی خاص توجہ لگا رہے میں گذشتہ اشاعت میں عرض کر چکا ہوں کہ حضرت مسیح موعود کی غرض اس مدرسہ کے قایم کرنیسے یہ تھی اور ہے کہ سب دوستوں کے بچے اسجگہ رہکر وہ تعلیم حاصل کریں جو دوسرے مدرسوں میں کرتے ہیں تا کہ انکی دنیا کے ساتھ ساتھ انکا دین بھی سنورے مدرسہ کا سٹاف بحمد اللہ اسوقت نہایت اعلے درجہ کا ہے اور بورڈنگ ہوس کی نگرانی کا کام بھی ایک پرجوش اور مخلص نوجوان احمدی گریجوایٹ کے سپرد ہے۔ کارکنوں کو ہروقت یہی فکر ہے کہ اعلے درجہ کی دینی تعلیم کے ساتھ جو بلاشبہ اسجگہ رہکر میسر آسکتی ہے اعلے درجہ کی دنیوی تعلیم بھی ہو۔ اسلیے یہ نہایت ضروری ہے کہ احباب بجائے اپنے بچوں کو دوسرے شہر کے مدرسوں میں تعلیم پاتے ہیں اس مدرسہ میں بھیجیں تا کہ وہ حضرت مسیح موعود کی صحبت میں رہکر اور خدا تعالےٰ کی ہستی کے ان نشانات کو دیکھکر جو بارش کیطرح برس رہے ہیں دنیا میں خدا کے سچے مخلصین اور مومنین کا نمونہ بنکر دکھاویں۔ صرف اسی میں

م مدرسہ کی کامیابی ہو بلکہ سلسلہ کی کامیابی بھی اسی میں ہے کہ وہ قوم پیدا ہو جو خدا تعالیٰ کی ہستی کے نشانات کو

دیکھیگا۔ جو اسوقت حضرت مسیح موعود کے ہاتھ پر ظاہر ہو رہے ہیں صحابہ کے ایمان کا نمونہ دنیا کو دکھاویں۔ تا اس نمونہ کو دیکھکر دوسرے لوگ بھی اسلام کی صداقت کو ظاہر طور پر دیکھیں ۴۴

۴۴ ہماری اصلی غرض مدرسہ کے چلانیسے صرف یہی ہے۔ بہت خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو اپنے عزیزوں کو اس مبارک امام علیہ السلام کی صحبت میں رہنے کا موقعہ دیں +

آؤ لوگو کہ یہیں نور خدا پاؤ گے ✣ لو تمہیں طور تسلی کا بتایا ہم نے

Digitized by Khilafat Library

ریویو آف ریلیجنز

یعنی
دنیا کے مذاہب پر نظر

جلد ۴ بابت ماہ ستمبر ۱۹۰۵ء نمبر ۹

فہرست مضامین

غلامی ۳۲۱

غلاموں کی تدریجی آزادی کے احکام ۳۲۱–۳۴۲

اسلام (۳) ۳۴۳

بجواب پادری سیل (متعلق اسلام) ۳۴۳–۳۶۲

کیا کلیسا کے عہدیدار بائیبل کی حقانیت پر بحث کر سکتے ہیں؟ ۳۶۲–۳۶۳

رویا و الہامات حضرت مسیح موعود ۳۶۳–۳۶۴

قادیان ضلع گورداسپور سے ۲۰ ستمبر ۱۹۰۵ء کو منیجر میگزین کے اہتمام سے شایع ہوا۔ چندہ سالانہ ۔ عہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

غلامی

۳- غلامون کی تدریجی آزادی کی احکام

جیساکہ بار بار ثابت کیا جاچکا ہے۔ قرآن کریم نے عرب کے تمدنی اور اخلاقی قوانین مین ایک کامل اور بے نظیر تبدیلی پیدا کی مدتون کی بدیان جو گویا جزو خون ہوچکی تھین آنحضرت کے طاقتور الفاظ کے سامنے یون نیست نابود ہوگئین جیسے ایک زبردست آندھی کے سامنے چھوٹے چھوٹے تنکے اڑ جاتے ہین مگر غلامی ایک ایسی چیز تھی کہ جہان بعض پہلوون کے لحاظ سے اُسے برا کہہ سکتے ہین بعض وجوہات سے ابتدائی سوسائیٹی مین اس رواج کا موجود ہونا ضروریات مین سے تھا اور یہ مین پہلے حصہ مضمون مین ثابت کرچکا ہون۔ علاوہ ازین یہ بھی دکھایا جاچکا ہے کہ اسیران جنگ یا مغلوب دشمن کو غلام بنا لینا خود اس قدیم رواج پر ایک عظیم الشان ترقی تھی جس کے رو سے ایسے لوگ کل کے کل ہلاک کردیئے جاتے تھے جس کا ذکر توریت مین بھی ہے۔

ان باتون کو چھوڑ کر غلامونکو یکدفعہ ہی آزاد کردینے مین اَور بڑے بڑے مضرات تھے اور ایسی کارروائی مین نہ صرف آقاؤن کا ہی بہت بڑا نقصان تھا بلکہ اسکا اثر خود غلامونکی حالت پر بھی بہت برا ہوتا۔ اور سوسائیٹی کے تمدن اور اخلاق کا تباہ کرنیوالا ہوتا۔ وہ لوگ جو پشتونسے غلام چلے آتے تھے ان مین سے نہ صرف آزادی کی روح ہی نکل چکی تھی بلکہ کام اور محنت مین بھی وہ سست ہوگئے تھے۔ ایسے لوگونکو خالی ہاتھ کھلا چھوڑ دینے کا نتیجہ یہ تھا کہ یا تو وہ آوارگی اور گدائی مین زندگیان بسر کرتے اور یا چوری ڈاکہ اور بدمعاشی کے پیشے اختیار کرتے اور مالکون کا لاکھون روپیون کا الگ نقصان تھا۔ کوئی عقلمند انسان ان حالات کے ماتحت غلامونکو یکدفعہ

آزاد کرنے کا مشورہ نہین دے سکتا۔

بلحاظ وجوہات بالا اور اور وجوہات کے لحاظ سے جو اسوقت پیش آئین اسلام نے اپنے مدنظر پہلا مقصد یہ رکھا کہ غلامون کی حالت بہتر کیجاوے فطرت انسانی کی پستی کا خیال ان کے دلون سے دور کیا جاوے اور سب سے بڑھکر یہ کہ انکو کام اور محنت کرنیکے قابل بنایا جاوے اور پھر اسکے ساتھ ساتھ ہی انکو آہستہ آہستہ آزاد بھی کیا جاوے یہی وجہ تھی کہ سب سے پہلے اسلام نے آقا اور غلام کے درمیان ایک کامل اخوت قایم کی تاکہ جو ذلت غلام کیطرف منسوب کیجاتی ہے وہ دور ہو جاوے اور اس ایک ہی دروازہ کے بند کرنے سے بہت سی بدیان رک جاوین۔ اس اخوت کا عملی طور پر ابتدائی مسلمانون نے کیا ثبوت دیا صحابہ کی تاریخ کے حوالے سے گذشتہ اشاعت مین دکھایا جا چکا ہے۔ اس بات کی تائید مین کہ واقعی اسلام کا یہ منشاء تھا کہ پہلے غلامونکی حالت سنوار کر پھر انکو آزاد کیا جاوے قرآن کریم اور حدیث شریف دونوںسے ثبوت ملتا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم فرماتا ہے:۔ والذین یبتغون الکتب مما ملکت ایمانکم فکاتبوھم ان علمتم فیھم خیرا واتوھم من مال اللہ الذی اتکم (النور۔ رکوع ۴۔ آیت ۳۳) اور ان لوگون مین سے جنکے تمہارے داہنے ہاتھ مالک ہوچکے ہین یعنی تمہارے غلامون لونڈیون مین سے جو اس بات کے خواہان ہون کہ تم انکو آزادی کی لکھت دیدو تو تم انکے ساتھ مکاتبت کرلیا کرو بشرطیکہ تم ان مین بھلائی کے آثار پاؤ اور آزاد کرتے وقت مال خدا مین سے جو اسنے تمکو دے رکھا ہے کچھ انکو بھی دیدیا کرو۔ اس آیت شریف مین مکاتبت کے لیے اللہ تعالے نے دو باتین ضروری قرار دی ہین اول یہ کہ غلام مین کچھ بھلائی نظر آتی ہو یعنی اسکی آزادی اس کی اپنی اور سوسائیٹی کی بہتری کا موجب ہو۔ ان الفاظ کی تشریح مین تفسیر کبیر مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث نقل کی گئی ہے کہ آپنے فرمایا کہ ان علمتم فیھم خیرا سے مراد یہ ہے کہ:۔ ان علمتم لھم حرفۃ فلا تدعوھم کلا علے الناس یعنی اگر تمہین معلوم ہو وہ کوئی ایسا حرفہ جانتے ہین جس سے وہ اپنا معاش پیدا کرسکتے ہین اور فرمایا کہ تم انکو ایسی حالت مین مت چھوڑو کہ وہ لوگون پر یعنی سوسائیٹی پر بوجھ ہون مطلب اسکا یہ ہے کہ غلام لونڈی سے مکاتبت کرتے وقت یہ دیکھ لیا کرو کہ وہ اپنے لیے روزی کمانیکے بھی قابل ہے اگر وہ اس لایق ہی نہین تو تمہارے اسکو آزاد کرنیکا یہ نتیجہ ہوگا کہ بجائے سوسائیٹی کا مفید ممبر ہونیکے وہ سوسائیٹی پر ایک بوجھ ہوگا اور اصل غرض آزادی کی مفقود ہو جاوے گی۔ دوسری بات جسکو مکاتبت کے ساتھ ضروری قرار دیا ہے یہ ہے کہ اسکو مفلس کرکے دنیا مین مت چھوڑو بلکہ کچھ مال بھی اسکو دیدو تاوہ کسی کام کے شروع کرنیکے قابل ہوجاوے ان دونون باتونکو مدنظر رکھ کر بڑی صفائی سے یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ اسلام کی اصل غرض کیا تھی۔ ایسا ہی صحیح بخاری کی ایک حدیث سے بھی

معلوم ہوتا ہے کہ جو لونڈی یا غلام آزاد کیا جاوے ایسا ہونا چاہیئے جو خوب کام کرتا ہے اور اپنے آقا کو خوش رکھتا ہے۔ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہین کہ مینے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا ای الرقاب افضل یعنی آزاد کرنیکے لیے کونسا بردہ سب سے افضل ہے۔ فرمایا: اغلاہا ثمنا وانفسھا عند اہلہا۔ یعنی جو سب سے زیادہ قیمت ہو اور مالک کے نزدیک سب سے زیادہ قابل قدر ہو۔ ان الفاظ مین آپنے غلامونکو بھی یہ سمجھا دیا کہ انکے لیے آزادی حاصل کرنے کی راہ یہی ہے کہ وہ اپنے آپکو بہت مفید اور قیمتی آدمی بننے کی کوشش کرین کیونکہ جس غلام کی مالک کو زیادہ قدر ہوگی وہی سب سے پہلے آزادی کا مستحق بھی ہوگا۔ مین جب اسلام کی تعلیم کو دیکھتا ہون تو حیران ہوجاتا ہون کہ اسکے کل کے کل احکام کس قدر باریک اصول حکمت پر مبنی ہین۔ غلامون کی آزادی کا فتوے الفاظ مین دیدینا چندان مشکل نہین مگر اسلام صرف یہی نہیں چاہتا تھا بلکہ اس کی اصل غرض غلامونکی حالت کو سنوارنا تھا کیونکہ مدتونکی غلامی سے انکی حالت بہت گرچکی ہوئی تھی اور پھر جون جون ان کی حالت سنورتی جائے اور وہ اپنے آپ کو مفید بناتے جاوین ساتھ ساتھ ان کی آزادی کا انتظام بھی فرمدیا۔ یہی بڑی وجہ تھی کہ اسلام نے یکدم تبہ ہی غلامونکی آزادی کا حکم نہین دیدیا بلکہ تدریجی آزادی کے قاعدہ کو جاری فرمایا۔ ورنہ وہ مذہب جس نے شراب جیسی بدی کو جس کی بیخ کنی کا آج دنیا مین کوئی علاج نہین ملتا ایک ہی لفظ مین ایسا بیخ و بن سے کاٹ دیا کہ اسکا نام و نشان بھی نہ رہا۔ اسکے آگے غلامونکو یکدم تبہ آزاد کردینا کیا مشکل تھا اور اب آخر کار انیسوین صدی مین آکر جب عیسائیونکو غلامی کے دور کرنے کا خیال پیدا ہوا تو تدریجی آزادی کے اصول کو ہی اختیار کیا گیا۔ پس یہ کسقدر حماقت ہے کہ اسلام پر یہ اعتراض کیا جاوے کہ اس نے غلامی کو یک قلم کیون موقوف نہین کردیا۔

قبل اس کے جو مین اسلام کے ان احکام کو بیان کرون جن سے غلامونکی تدریجی آزادی ثابت ہوتی ہے۔ مین یہ بیان کرنا چاہتا ہون کہ اس بارے مین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مسلمانونکے لیئے ایک نمونہ قایم کرکے اپنی اصل غرض اور منشاء کو ظاہر کردیا ہے اور یہ فخر اور بزرگی ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو ہی حاصل ہے کہ آپنے ہر ایک امر پر پہلے خود عمل کرکے دکھایا تاکہ آپکے عمل سے یہ معلوم ہوجائے کہ آپ کا منشاء کیا تھا اور اسی لیے مسلمانونکو اللہ تعالےٰ نے خاص طور پر لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ فرماکر یہ سمجھا دیا کہ جو نمونہ تمہارے لیے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قایم کرتے ہین اسی نمونہ پر تم سب کو چلنا چاہیئے یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اقوال اور افعال کو حفاظت سے آنے والی نسلون تک پہونچا دیا۔ اب جب غلامونکے بارے مین ہم آپ کے نمونہ کو تلاش کرتے ہین تو صحیح حدیثوں سے اور آپ کی سیرۃ کی معتبر تاریخوں سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ ہمیشہ اپنے

غلامونکو آزاد کر دیا کرتے تھے۔ چنانچہ مواہب لدنیہ مین بہت سارے غلامون اور لونڈیون کے نام لکھکر جنکو آپنے آزاد کیا تھا ابن جوزی کی سند پر یہ لکھا ہے کہ آپنے تینتالیس غلام اور گیارہ لونڈیون کو آزاد کیا۔ بعض مورخون نے آپ کے آزاد کردہ بردونکی تعداد کو اس سے بہت زیادہ لکھا ہے۔ مگر ہماری غرض کے لیئے صرف اسقدر بات کافی ہے کہ جو غلام آپکے قبضے مین آتا تھا آپ جلدی اسکو آزاد کر دیتے تھے آپکے اس نمونہ کو ہی دیکھکر صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے غلامونکے آزاد کرنے مین بڑی بڑی ہمتین دکھائین اور جہانتک اسوقت کی تمدنی حالت برداشت کر سکتی تھی غلامونکو آزاد کرتے رہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی گہری دلی ہمدردی جو غلامونکے ساتھ تھی اور جو سچی تڑپ آپکے دل مین انکے آزاد کرنیکے لیئے تھی اسکا صحابہ پر اسقدر اثر تھا کہ وہ جانتے تھے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ بہت ہی خوش کرنیوالی بات ہے کہ غلام آزاد کیا جاوے۔ جب حضرت ابو ہریرہؓ نے اسلام قبول کیا۔ اور بیعت مین داخل ہوئے تو آپکے ساتھ آپ کا ایک غلام بھی آیا تھا جو اتفاقاً راستہ مین آپسے جدا ہو گیا۔ آپ بیعت سے فارغ ہو کر بیٹھے ہی تھے کہ غلام بھی آموجود ہوا۔ آپنے اسیوقت فرمایا کہ جا مین نے خدا کیلیئے تجھے آزاد کیا۔ گویا اپنے اس فعل سے اسوقت آپنے یہ ظاہر کیا کہ کس طرح آپ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ہر ایک قول اور فعل کی پیروی کرنیکے لیئے تیار تھے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس غلام اپنے آقاؤن کی شکایتونکو اس طرح لے کر آتے تھے گویا ان کا دل اس یقین سے بھرا ہوا تھا کہ آپ ہر حال مین ہمارے حامی ہونگے! در ایسی شکایتونکا نتیجہ اکثر آقاؤنکے خلاف ہی ہوتا تھا کیونکہ آپ اکثر غلام کو آزاد کر دیتے۔ ابو مسعودؓ جیسے جلیل القدر صحابی نے جب اپنے غلام کو کسی قصور پر مارا تو اتفاقاً آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دیکھ لیا۔ جب حضرت ابو مسعود کو یہ معلوم ہوا کہ آنحضرت نے دیکھ لیا ہی تو پہلے لفظ جو آپکے مُنہ سے نکلے یہ تھے۔ کہ اے رسول خدا مینے اس غلام کو خدا کیلیئے آزاد کر دیا۔ آپنے فرمایا اور اگر تم آزاد نکرتے تو آگ مین ڈالے جاتے! اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کو کسقدر تیقن تھا۔ کہ آپ انسانونکے سچے ہمدرد اور غلامونکے سچے خیر خواہ ہین۔ آپ ہی کے نقش قدم پر قرون اولے کے مسلمان چلتے رہے کیونکہ انکے دلون مین ایسی آپ کی محبت اور عشق کی آگ روشن تھی کہ وہ کبھی گوارا نہ کر سکتے تھے کہ جو فعل رسول خدا کیا کرتا تھا وہ اسے نہ کرین۔ چنانچہ پہلے خلفائے کے زمانہ مین غلامونکی تدریجی آزادی جاری رہی۔ باقی رہا یکمرتبہ ان سب کو آزاد کر دینا سو ہر ایک دانشمند دیکھ سکتا ہے کہ اس مین نہ آقاؤنکی نہ غلامونکی اور نہ ہی سوسائیٹی کی بھلائی تھی بلکہ سب کا نقصان تھا۔

اب مین ان احکام کو بیان کرونگا جو قرآن کریم مین اور حدیث نبوی مین غلامونکی تدریجی آزادی کے

متعلق وارد ہوئے ہین۔ سب سے پہلے یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ قرآن شریف مین جو حکم غلامون لونڈیون کے ساتھ احسان کرنیکا مذکور ہوا ہے اسکی اصل غرض اور غایت بھی یہی تھی کہ رفتہ رفتہ غلامونکو آزاد کردیا جاوے یہ بات نہ صرف آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اپنے عمل سے ہی ثابت ہے کہ آپ ہر ایک غلام کو جو آپکے قبضہ مین آتا تھا آزاد کر دیتے تھے بلکہ آپکے اقوال سے بھی یہی بات واضح اور روشن ہے۔ مثلاً آپ کا وہ قول جو گذشتہ اشاعت مین بھی نقل کیا جا چکا ہے جسکا ترجمہ یہ ہے کہ حضرت جبرائیل نے غلامون کے ساتھ نیک سلوک کرنے کی یہانتک مجھ کو تاکید کی کہ مین نے خیال کیا کہ کسی کو غلام ہی نہ بنایا یا رکھا جاوے ایک بین دلیل ہے اس بات پر کہ سب سے عمدہ سلوک غلامونکے ساتھ انکو آزاد کرنا ہی تھا۔ ایسا ہی وہ حدیث بھی نقل کی جا چکی ہے کہ جب ابو الہیثم رضی اللہ تعالے عنہ کو آپنے ایک غلام دیا اور ساتھ تاکید کی کہ اسکے ساتھ حسن سلوک کرنا تو اس کی بیوی نے کہا کہ اسکے ساتھ حسن سلوک تو ہم یہی کر سکتے ہین کہ اسکو آزاد کر دین چنانچہ آزاد کر بھی دیا۔ ان تمام باتونسے وہ مدعا حاصل ہے جسکو ہم ثابت کرنا چاہتے ہین۔

جب ہم قرآن شریف کو پڑھتے ہین تو معلوم ہوتا ہے کہ غلام کو آزاد کرنا اللہ تعالے کے نزدیک بہت ہی پیارا فعل ہے چنانچہ سورۃ البلد مین اللہ تعالے فرماتا ہے:۔ الم نجعل لہ عینین ولسانا وشفتین وہدینہ النجدین فلا اقتحم العقبۃ وما ادرٰیک ما العقبۃ فک رقبۃ۔ (البلد ۸ - ۱۱) "کیا ہم نے انسان کو دو آنکھین اور زبان اور دو ہونٹ نہین دیئے اور اسکو (نیکی اور بدی کے) دونون رستے بھی دکھا دیئے پھر بھی وہ گھاٹی مین سے ہو کر نہ نکلا! اور تم کیا سمجھتے ہو کہ دشوار گذار گھاٹی کیا ہے وہ ہے کسی کی گردن کا غلامی یا قرض کے پھندے سے چھڑا دینا!" اس آیت شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کریم نے غلامونکے آزاد کرنیکو کسقدر ضروری قرار دیا ہے مگر ساتھ ہی اسکی مشکلات کو سمجھ کر یہ بھی فرمادیا کہ غلامون کا آزاد کرنا کوئی آسان امر نہین بلکہ ایک نہایت مشکل امر ہے اور ایک دشوار گذار پہاڑی راہ پر چڑھنے کے برابر ہے۔

البقرۃ آیت ۷۷ مین اللہ تعالے فرماتا ہے۔ ولکن البر من آمن باللہ..... وآتی المال علے حبہ ذوی القربی ...... وفی الرقاب۔ کہ حقیقی پاکیزگی یہ ہے کہ انسان ایمان لائے اور پھر ساتھ اسکے اپنا مال خالص اللہ کی محبت کے لیے فلان فلان موقعہ پر خرچ کرے جس مین غلامونکا آزاد کرنا بھی شامل فرمایا ہے۔ یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ ایسی آیتین محض نصیحت کے پیرایہ مین نہین بلکہ ان مین صحابہ رضی اللہ عنہم کی زندگیون کا ایک سچا نقشہ بھی کھینچا گیا ہے چنانچہ تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ نے بہت بہت غلام آزاد کیئے نہ صرف اپنی ملکیت کے بلکہ خرید خرید کر بھی بہتونکو آزاد کیا چنانچہ ایک صحابی کا ذکر ہے کہ اسنے ایکسو غلام اسلام لانیکے

بعد آزاد کیا۔ اور حضرت ابوبکر نے مکہ مین چالیس ہزار درم غلامونکے خرید کر آزاد کرنے مین خرچ کیے۔ ان تمام باتونسے ثابت ہوتا ہے کہ غلامونکا آزاد کرنا اسلام نے مذہبی فرض قرار دیا ہے۔

نہ صرف افراد کو ہی یہ حکم تھا کہ وہ حسب طاقت اور بمقتضائے وقت غلام آزاد کرین۔ بلکہ صدقات کے روپے کا جو بیت المال مین جمع ہوتا تھا ایک ضروری خرچ غلامونکا آزاد کرنا بھی تھا۔ چنانچہ اللہ تعالے قرآن شریف مین فرماتا ہے:۔ انما الصدقت للفقراء والمساکین والعملین علیہا والمؤلفۃ قلوبہم وفی الرقاب والغارمین وفی سبیل اللہ وابن السبیل فریضۃ من اللہ واللہ علیم حکیم (التوبۃ۔ رکوع ۸۔ آیت ۶۰) یعنی صدقات کا روپیہ فقیرون کا حق ہے اور محتاجونکا اور ان کارکنون کا جو اسکے وصول کرنے یا تقسیم کرنے پر مقرر ہین۔ اور مولفۃ القلوب کا اور نیز یہ روپیہ غلامونکے آزاد کرنے اور قرضدارون کے قرضے ادا کرنے مین اور اللہ کی راہ مین اور مسافرونکے لیئے خرچ کیا جاوے۔ یہ اللہ کے ٹھہرائے ہوئے حقوق ہین اور اللہ جاننے والا اور حکمت والا ہے اس آیت مین صدقات یعنی زکوۃ کے روپے کے مصارف مین سے ایک ضروری خرچ غلامونکے آزاد کرنیکا ٹھہرایا گیا ہے۔ گویا حکومت کا یہ فرض قرار دیا گیا ہے کہ وہ بھی ایک حصہ روپے کا غلامونکے آزاد کرنے مین صرف کرے۔ یہ حکم انسانی نہین بلکہ اللہ تعالے کیطرفسے ہے۔

علاوہ ان عام احکام کے بعض حالتون مین صاحب مقدور مسلمانونکے لیئے غلام کا آزاد کرنا جہان غلام ملسکے لازمی قرار دیا گیا ہے اور یہ تمام موقعے کسی نہ کسی گناہ کا کفارہ ہین۔ پہلا موقعہ وہ ہے جب ایک مسلمان کسی دوسرے مسلمان کو غلطی سے مار ڈالے اسوقت بردہ آزاد کرنیکا حکم ہے (النساء ۹۴)۔ دوسرا وہ موقعہ ہے جہان کوئی اپنی بیوی سے ظہار کر بیٹھے یعنی اپنی بیوی کو ماں کہدے اسے جھوٹ اور بیہودہ قرار دیا ہے اور ظہار کے بعد اگر پھر رجوع کرے تو اسکا کفارہ غلام کا آزاد کرنا رکھا ہے (المجادلۃ ۲۸)۔ ان دونون صورتون مین غلام کا آزاد کرنا لازمی ہے لیکن اگر غلام نہ ملے تو پھر اور صورتین کفارہ کی بتائی گئی ہین۔ تیسرا موقعہ وہ ہے جب کوئی قسم کھا بیٹھے اور پھر اسکو پورا نہ کرے اسکا کفارہ یہ فرمایا کہ یا دس مسکینونکو کھانا کھلائے یا کپڑا پہنائے اور یا بردہ آزاد کرے۔ حدیث شریف سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص روزہ رکھکر اسکو توڑ دے اسکا کفارہ بھی غلام کا آزاد کرنا ہے۔ یہ سب ایسے حکم ہین جن مین غلام کا آزاد کرنا ضروری ہے۔

احادیث مین بھی غلامون کے آزاد کرنے پر بہت زور دیا گیا ہے۔ صحیح بخاری مین ہے۔ ایما رجل اعتق امرأ مسلما استنقذ اللہ بکل عضو من عضوا منہ من النار یعنی جو شخص ایک مسلمان غلام کو

آزاد کرے گا۔ اللہ تعالےٰ اس غلام کے ہر ایک عضو کے بدلے آزاد کنندہ کے ہر ایک عضو کو آگ سے بچائیگا اس سے بڑھ کر غلامون کی آزادی کے لیے اور کیا ترغیب ہو سکتی ہے۔ ایک اور حدیث کا مضمون یہ ہے۔ عن البراء ابن عازب قال جاء رجل الی النبی صلے اللہ علیہ وسلم فقال دلنی علیٰ عمل یقربنی من الجنۃ ویبعدنی من النار فقال اعتق النسمۃ وفک الرقبۃ۔ یعنی براء ابن عازب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہین کہ ایک آدمی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کیخدمت مین حاضر ہوا اور عرض کیا مجھے وہ عمل بتایئے جو مجھے جنت سے نزدیک کرے اور دوزخ سے دور کرے فرمایا غلام کو آزاد کر اور گردن کو چھڑا۔ ایسا ہی ایک حدیث شریف مین آیا ہے کہ سب سے پیارا عمل خدا کے نزدیک غلام کا آزاد کرنا ہے۔ خاص خاص موقعون پر بھی غلام کے آزاد کرنے کا حکم تھا۔ چنانچہ بخاری مین ہے۔ عن اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا........ قالت امر النبی صلے اللہ علیہ وسلم بالعتاقۃ فی کسوف الشمس۔ اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا فرماتی ہین کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے سورج گرہن کے موقعہ پر غلامونکے آزاد کرنے کا حکم دیا۔

یہ تمام احکام جو قرآن شریف اور احادیث صحیحہ سے دکھلائے گئے ہین صرف ترغیب و تحریص کے رنگ مین ہین اور اگرچہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی تاریخ سے یہ صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ ان احکام کی ایسی پیروی کرتے تھے جیسے فرایض کی۔ مگر اسلام نے غلامونکے آزاد کرنیکا صرف یہی طریق نہین رکھا۔ بلکہ ایک اور صورت بھی بتائی ہے جو ان تمام صورتون سے الگ ہے۔ کیونکہ ان تمام صورتون مین غلام کا آزاد کرنا صرف آقا کی مرضی پر منحصر ہے لیکن اسلام نے غلامونکو آزادی حاصل کرنیکا حق بھی دیا ہے۔ اس پر سورہ نور کی وہ آیت شاہد ہے جو پہلے بھی ایک موقعہ پر نقل کی جا چکی ہے:۔ والذین یبتغون الکتٰب مما ملکت ایمانکم فکاتبوھم ان علمتم فیھم خیرا و اٰتوھم من مال اللہ الذی اٰتٰکم۔ (النور ۴-۳۳) ترجمہ اور تمہارے غلامون مین سے جو مکاتبت کے خواہان ہون تم انکے ساتھ مکاتبت کر لیا کرو بشرطیکہ تم ان مین بہتری کے آثار پاؤ۔ اور مال خدا مین سے جو اس نے تم کو دے رکھا ہے کچھ انکو بھی دیدیا کرو۔ مکاتبت یون ہوتی تھی کہ آقا غلام کو کچھ روپئے کی ادائیگی کے وعدے پر یہ لکھدیا کرتا تھا۔ کہ جب اسقدر روپیہ ادا ہو جائے تو غلام آزاد سمجھا جاوے گا۔ اور اس اثنا مین غلام بجائے خود کام کر کے روپیہ کماتا اور وہی روپیہ مالک کو آزادی حاصل کرنیکے لیئے دیتا۔ اس آیت شریف مین یہ حکم ہے کہ جب تمہارا غلام مکاتبت کا خواہان ہو تو ضروری ہے کہ تم اس سے مکاتبت کرو۔ شرط صرف یہ ہے کہ وہ کچھ مفید کام کرنیکے قابل ہو۔ اور اس شرط کا ہونا اسلیئے ضروری تھا تا کہ

غلام آزاد ہوکر سوسائیٹی کو بجائے فائدہ کے نقصان پہنچانیوالے نہ بنین۔ بلکہ صرف وہی آزاد ہون جو کچھ کمانے کے قابل ہین۔

یہ سوال اٹھایا گیا ہے کہ جب غلام مکاتبہ چاہے تو آیا آقا پر واجب ہے کہ وہ مکاتبت لکھدے یا نہین۔ اول تو قرآن کریم کے الفاظ سے ہی اسکا وجوب معلوم ہوتا ہے کیونکہ اس مین یہ حکم ہے کہ جب غلام مکاتبت کا خواہان ہو تو مکاتبت کر دیا کرو۔ احادیث سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے۔ صحیح بخاری مین... باب المکاتب کے نیچے آیت مذکورہ بالا کو لکھنے کے بعد لکھا ہے:۔ وقال روح عن ابن جریج قلت لعطاء اواجب علی اذا علمت له مالا ان اکاتبه قال ما اراه الا واجبا۔ وقال عمرو بن دینار قلت لعطاء تاثره عن احد قال لا ثم اخبرنی ان موسے بن انس اخبره ان سیرین سال انسا المکاتبة وکان کثیر المال فابی فانطلق الی عمرؓ فقال کاتبه فابی فضربه بالدرة ویتلو عمر فکاتبوهم ان علمتم فیهم خیرا فکاتبه۔ یعنی روح سے روایت ہے کہ ابن جریج کہتے ہین کہ مینے عطا کو پوچھا کہ اگر مجھے معلوم ہو کہ غلام مال دے سکتا ہے تو مکاتبہ کرنا مجھ پر واجب ہے انہون نے جوابدیا کہ مین تو اسے واجب ہی سمجھتا ہون۔ اور عمرو بن دینار کہتے ہین مینے عطار کو کہا کہ آپ کسی دوسرے سے یہ روایت کرتے ہین کہا نہین۔ پھر مجھے انہون نے خبر دی کہ موسے بن انس نے انکو خبر دی کہ سیرین نے انس سے مکاتبہ کی خواہش کی اور وہ بہت مال والا تھا۔ انس نے انکار کیا تو سیرین حضرت عمرؓ کے پاس چلے گئے آپنے انس کو بلا کر کہا کہ مکاتبہ کر لو۔ انہون نے پھر انکار کیا تو حضرت عمرؓ نے انکو درہ کے ساتھ مارنا شروع کیا اور آپ قرآن شریف کی یہ آیت پڑھتے تھے فکاتبوهم ان علمتم فیهم خیرا۔ پھر انس نے مکاتبہ لکھدیا مکاتبہ کا روپیہ عموماً باقساط ادا کیا جاتا تھا۔ اور بظاہر اس مین غلام کی ہی رعایت تھی۔ لیکن اگر اقساط مقرر کرنیکے بعد غلام کافی روپیہ ایک ہی وقت مین دے سکنے کے قابل ہو تو آقا مجبور تھا کہ اسے اسیوقت روپیہ لیکر آزاد کر دے۔ چنانچہ حضرت عمرؓ کے سامنے ایسا ہی ایک فیصلہ ہوا تھا۔ کہ ایک عورت نے یکمشت مکاتبہ کا روپیہ لینے سے انکار کیا تو آپنے روپیہ بیت المال مین داخل کرکے غلام کو آزاد کر دیا اور عورت کو کہا کہ تو اب اپنا روپیہ خواہ باقساط لے لے اور خواہ یکمشت۔

ان مقدمات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ایسی صورت مین غلام آقا کو آزادی کے لیے مجبور کر سکتا تھا۔ مکاتبہ کی صورت مین سارا روپیہ غلام کو محنت سے ہی ادا کرنا پڑتا تھا۔ بلکہ اکثر اوقات دوسرے لوگ روپیہ دیکر اسکی مدد کرتے اور بعض وقت قومی چندے بھی اس غرض کیلیئے کیئے جاتے اور صدقات کے روپے مین سے بھی کچھ روپیہ دیدیا جاتا تھا۔ قرآن شریف کے اس حکم مین کہ واتوهم

من مال اللہ الذی اتٰکم۔ صرف غلام کا آقا ہی مخاطب نہین بلکہ عام طور پر بھی مسلمانون کو ترغیب دیگئی ہے کہ جب غلام روپیہ دیکر آزادی حاصل کرنی چاہتا ہو تو تم بھی اسے کچھ دیدیا کرو۔ احادیث سے بھی یہ ثبوت ملتا ہے کہ مسلمانونکو چاہیئے غلامونکے چھوڑنے مین مدد کیا کرین۔ تفسیر کبیر مین اس آیت کی تفسیر کے نیچے یہ روایت لکھی ہے۔ان رجلا قال للنبی صلی اللہ علیہ وسلم علمنی عملا یدخلنی الجنة قال لان کنت اقصرت الخطبة لقد اعظمت المسئلة اعتق النسمة وفک الرقبة فقال الیسا واحدا فقال لا عتق النسمة ان تنفرد بعتقها و فک الرقبة ان تعین فی ثمنها۔ ایک آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا مجھے وہ عمل سکھایئے جس سے مین جنت مین داخل ہو جاؤن۔ فرمایا اگرچہ تیری بات مختصر ہے مگر تیرا سوال بہت بڑا ہے۔ غلام کو آزاد کر اور گردن کو چھڑا۔ اسنے عرض کیا یارسول اللہ کیا ان دونون باتون کا ایک ہی مطلب نہین۔ فرمایا نہین۔ غلام کے آزاد کرنیسے یہ مراد ہے کہ تو اکیلا ہی اسکو آزاد کرے اور گردن کے چھڑانیسے یہ مراد ہے کہ تو اسکی قیمت کے ادا کرنے مین مدد کرے۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانے کی بہت سی مثالین موجود ہین جن مین خود آپنے اور آپکے ازواج مطہرات اور صحابہ کرام نے غلامونکو آزادی حاصل کرنے مین مالی مدد دی۔ چنانچہ سلمان فارسی کے مکاتبہ کی شرائط کو پورا کرنیکے لیئے آنحضرت نے خود اپنے ہاتھ سے تین سو درخت کھجور کا لگایا اور روپیہ کی ادائیگی یون ہوئی کہ آپنے صحابہ کو اسکا چندہ کرنیکے لیئے حکم دیا چنانچہ چندہ کرکے وہ رقم ادا کی گئی حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا نے بریرہ کے مکاتبہ کا کل روپیہ ادا کیا اور یہ حدیث صحیح بخاری مین موجود ہے فک رقبہ پر قرآن شریف نے خود بہت زور دیا ہے اور یون ہر پیرایے مین مسلمانونکو غلامونکے آزادی حاصل کرنے مین مدد دینے کی ترغیب دی ہے کہ خود غلام آزاد کرو۔ چندہ کرکے انکی قیمت ادا کرو اور بالآخر یہ کہ صدقات کے روپے کا ایک حصہ اسی نیک کام مین صرف کرو۔ اگر پچھلے زمانے کے مسلمان ان ہدایتون پر اسی طرح عمل کرتے جیسے صحابہ کرام نے عمل کرکے دکھایا۔ تو اسلامی ممالک مین سے کبھی کا غلامی کا نام ونشان مٹ گیا ہوتا۔

بعض اور حالتین بھی تھین جن مین غلامونکا آزاد کرنا ضروری قرار دیا گیا تھا۔ اگر آقا غلام کو مارے تو اسکا کفارہ اسکا آزاد کرنا قرار دیا گیا۔ جب کبھی مار کی شکایت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پاس پہنچی تو آپنے فی الفور غلام کو آزاد کر دیا۔ خلفائے راشدین کا بھی اسی پر عمل رہا۔ چنانچہ امام مالک نے مؤطا مین روایت لکھی ہے۔ کہ حضرت عمرؓ کے سامنے ایک لونڈی کی شکایت آئی جسکو اسکے آقا نے مارا تھا۔ تو آپنے اسے فی الفور آزاد کر دیا۔ ایسا ہی آزادی کا استحقاق اس صورت مین پیدا ہو جاتا تھا۔ جب لونڈی اور آقا کا تعلق تمادی

بیوی کی طرح ہوکر اس سے اولاد پیدا ہو۔ خاوند کی زندگی مین اس سے لونڈی کی طرح سلوک نہ ہوتا تھا اور اسکے مرنیکے بعد وہ آزاد سمجھی جاتی تھی۔ اگر ایک غلام کئی مالکونکی مشترکہ مِلک ہو اور ان مین سے ایک بقدر اپنے حصّہ کے اسے آزاد کردے تو حکم تھا کہ اگر اُسے توفیق ہو تو وہ باقی مالکونکے حصّہ کی پوری قیمت ادا کرکے غلام کو بکلی آزاد کردے۔ ایسا ہی اگر آقا وصیت مین لکھدے کہ فلان غلام آزاد ہے تو ورثا اسکو آزاد کرنے کے لیے مجبور ہوتے۔

علاوہ ان غلامون کے جو اسلام سے پہلے مسلمانون کے قبضے مین آچکے تھے اور جنکی بہت بڑی تعداد ان احکام کے مطابق آزاد کردی گئی تھی اسیران جنگ تھے جو اسوقت کے قوانین جنگ کے لحاظ سے فاتحین کی غلامی مین آجاتے تھے مگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اکثر انکو بھی آزاد کردیا۔ اسّی آدمی جنہون نے فتح مکہ کیوقت مقابلہ کیا تھا اور جو گرفتار کرلیے گئے تھے سب کے سب آزاد کردیے گئے۔ قوم ہوازن کے چھ ہزار قیدی مسلمانونکے ہاتھ لگے تھے۔ اور وہ کل کے کل بغیر فدیہ لینے کے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے آزاد کردیئے۔ اور یہی تعلیم قرآن شریف کی ہے کہ حتے الوسع اسیران جنگ کو احسان رکھکر یا فدیہ لیکر چھوڑ دیا جاوے۔ جیساکہ سورہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی آیت اما منا بعد و اما فداء سے ظاہر ہے یعنی جب تم دشمن کو قیدی بنالو تو پھر یا انہین احسان رکھکر چھوڑ دو اور یا فدیہ لیکر چھوڑ دو۔ قرآن کریم کی بات بات مین خدا سے ہونیکا ثبوت ملتا ہے۔ یہان بھی مقدم اسی بات کو رکھا ہے کہ احسان رکھکر چھوڑ دو۔ ہان اگر احسان رکھکر چھوڑنا مصلحت وقت نہ ہو اور اس سے دشمن کو ایسی تقویت پہونچتی ہو کہ اس سے پھر جنگ کا خطرہ ہو تو سوسائیٹی کے امن کے لیے یہ ضروری سمجھا گیا اور ہر ایک دانشمند اسے ضروری سمجھے گا کہ یا تو قیدیون کا فدیہ لیکر انکو چھوڑا جاوے تا دشمن کو ملی کمزوری پہونچکر پھر وہ امن مین خلل نہ ڈال سکے اور اگر وہ فدیہ نہ دین تو ایسی صورت مین گویا وہ خود غلامی کو اختیار کرنیوالے ٹھہرینگے۔ چنانچہ جب ہوازن کے قیدی مسلمانونکے ہاتھ لگے تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جیساکہ بخاری شریف کی صحیح حدیث سے ثابت ہے کئی دن تک ان کا انتظار کرتے رہے کہ وہ آکر اپنے قیدی مانگین تو چھوڑ دیئے جاوین۔ چنانچہ جب آخر وہ چند دن دیر کرکے آئے اور اسوقت غلام تقسیم ہوچکے تھے۔ تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے منبر پر چڑھ کر مسلمانون کو یون خطاب فرمایا۔ اما بعد فان اخوانکم جاؤنا تائبین وانی رایت ان ارد الیہم سبیہم فمن احب منکم ان یطیب ذلک فلیفعل ومن احب ان یکون علے حظہ حتے نعطیہ ایاہ من اول مایفئی اللہ علینا فلیفعل۔ فقال الناس طیبنا ذلک۔ تمہارے بھائی تائب ہوکر تمہارے ...... پاس آئے ہین کہ پھر جنگ نہ کرینگے اور مین مناسب سمجھتا

ہون کہ ان کے قیدی ان کو واپس کر دون پس تم مین سے جو کوئی بخوشی ان کو احسان رکھکر واپس کرنا چاہے تو کرے اور جو یہ چاہے کہ اسکے معاوضہ مین کچھہ لے کر چھوڑے تو وہ منتظر رہے جبتک خدا ہم کو کچھہ دے۔ جس مین سے ہم اسے دیدین اسپر سب مسلمانون نے عرض کیا کہ ہم بخوشی ان کو مفت چھوڑتے ہین۔

اس تمام بحث سے ناظرین پر یہ عیان ہوچکا ہے کہ دو قسم کے غلام تھے جنکے ساتھ اسلام کو واسطہ پڑا۔ اور ان مین سے ہر ایک قسم کے لیے انکے مناسب حال آزادی کی راہین بھی الگ الگ تجویز کی گئین۔ قسم اول مین وہ غلام شامل تھے جو اسلام لانیسے پہلے مسلمانون کے قبضے مین آچکے ہوئے تھے اور جو مدتون سے بلکہ پشت در پشت غلامی مین چلے آتے تھے۔ دوسری قسم مین اسیران جنگ تھے جو لڑائیون مین مسلمانون کے ہاتھ لگے تھے۔ اور جو مروجہ قوانین جنگ کے روسے غلام تھے۔ انکی غلامی صرف اسیوقت سے شروع ہوتی تھی جب وہ قید کرلیے جاتے تھے۔ قسم ثانی کے غلام چونکہ تمدنی رنگ مین آزاد لوگون کی طرح ہی تھے اسلیے انکے یکدفعہ ہی آزاد کر دینے سے سوسائیٹی کے تمدن پر کوئی بد اثر نہ پڑ سکتا تھا۔ انکی اپنی جایدادین اپنے گھر اور مکان اپنی تجارتین اور حرفے سب ایسے ہی موجود تھے جیسے آزاد لوگونکے اور انکو آزاد کرنا صرف ان کو اپنی اصلی حالت پر بحال کر دینا تھا ان لوگون سے اگر کوئی خطرہ تھا تو صرف اسقدر کہ آزاد ہونیکے بعد وہ پھر ملک کے امن مین فساد نہ ڈالین پس ان کے لیے قرآن کریم نے یہ تجویز کی کہ اگر ان سے کوئی خطرہ نہ ہو اور وہ اطاعت اختیار کرین تو ان کے قیدی احسان رکھکر چھوڑ دیئے جاوین جیسا کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ہوازن کے چھہ ہزار قیدیون سے سلوک کیا کہ جب وہ تایب ہوکر آئے تو آپنے انکے کل کے کل قیدی یکدفعہ ہی آزاد کر دیئے۔ لیکن اگر ان سے خطرہ ہو تو پھر دو صورتین تھین یا تو وہ فدیہ دیکر آزادی حاصل کرین جیسا کہ دنیا کی کل اقوام مین اب بھی یہی دستور پایا جاتا ہے اور اگر وہ فدیہ ندین تو پھر غلامی مین رہین۔

مگر ان غلامونکو جو مدتون سے غلامی مین چلے آتے تھے قرآن کریم نے یکمرتبہ ہی آزادی دیدینا مناسب نہین سمجھا۔ ان لوگونکے نہ کوئی گھر بار تھے نہ جایدادین تھین نہ کوئی تجارتین تھین اور نہ ہی عموماً کوئی ہنر انکو آتا تھا پس ان سب کے یکدفعہ آزاد کرنے مین نہ صرف مالکونکو ہی ناقابل برداشت نقصان اٹھانا پڑتا بلکہ ان کی اپنی حالت بھی اور پستی کی طرف چلی جاتی اور انکو ذلیل پیشے اختیار کرنے پڑتے اور سوسائیٹی کے تمدن پر اسکا بہت برا اثر پڑتا۔ نہ انکے رہنے کے لیے مکان ہوتے اور نہ روزی کمانے کا کوئی عمدہ ذریعہ انکے ہاتھ مین ہوتا۔ انکی اس گری ہوئی حالت کی اصلاح انکو فوری آزادی دینے سے نہین ہوسکتی تھی۔ پس ان کے لیئے اسلام نے یہی دور اندیشی سے ایسا طریق سوچا جس سے انکی حالت بھی سنورنے لگی

اور تدریجی طور پر انکو آزادی ملنی بھی شروع ہوگئی۔ وہ ذلت جو غلام کے نام سے لگی ہوئی تھی اور جو سب بدیون کی جڑ تھی وہ اخوت کو قایم کرکے نابود کر دیگئی اور پھر انکو تعلیم دینے اور ہنر سکھانے کا اہتمام کیا گیا اور ساتھ ساتھ ان کی آزادی کا انتظام بھی کیا گیا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جو عجیب نمونہ اپنے کل غلامونکو آزاد کرنیکا دکھایا اسکا اور بھی نیک اثر ہوا۔ غلامونکی آزادی کی ضرورت مختلف طریقوں سے سمجھائی گئی۔ اور بہت سی صورتون مین ان کا آزاد کرنا لازمی قرار دیا گیا۔ اِدھر صدقات کے روپے کا ایک حصہ اس مصرف مین لگنا شروع ہوا۔ اُدھر غلام کے آزاد کرنیکو گناہ کا کفارہ قرار دیکر ہر ایک مسلمان کو یہ سمجھایا گیا کہ غلام کے آزاد کرنے مین ہی اللہ تعالے کی خوشنودی ہے مگر نہ صرف آزاد کرنے مین بلکہ اس سے نیکی اور احسان کرنے مین اور ہر طرح سے اسکی مدد کرنے مین۔ اور ان سب حکمونکے بعد یہ فرمایا گیا کہ جب غلام ہوشیار اور محنتی ہو اور مفید کام کرنیکے قابل ہو اور وہ آزادی حاصل کرنا چاہے تو مالک پر واجب ہوگا کہ وہ اسے اسموقعہ سے فایدہ اٹھانے دے اس طرح وہی لوگ غلامی مین رہ سکتے تھے جو بالکل نکمے اور بیکار تھے۔ غلامونکی حالت مین یہ اصلاحین نہ صرف اس زمانے مین بلکہ اسکے بعد بھی کسی کو نہ سوجھین۔ کوئی شخص انصاف اور خداترسی سے غور کرے اور دیکھے کہ ایکطرف تو وہ تاریکی جسکے ساتھ دنیا ساتوین صدی کے شروع مین تاریک ہو رہی تھی اور دوسریطرف یہ اعلے درجےکے اور روشن اصول مقام غور ہے کہ یہ باریک اصول اس تاریکی سے تو پیدا نہین ہو سکتے تھے اور نہ ہی ایک شخص کے دل مین جو اس جاہل قوم کے درمیان پیدا ہوا ہو ایسے خیالات خود بخود آسکتے تھے پس ان پاک خیالات کا سرچشمہ کونسا تھا۔ اور وہ آفتاب کونسا تھا جس سے یہ نور صداقت چمک اٹھا۔ صرف اتنی بات کا کہدینا کہ غلام آزاد کر دیئے جائین یہ تو ہر ایک کر سکتا ہے۔ مگر یہ باریک امتیاز اور یہ روشن اصول کہ کن حالتون مین تدریجی آزادی دیجاوے اور کن حالتون مین یکدفعہ آزادی دیجاوے۔ یہ بیشک اس پاک سرچشمہ کی تعلیم تھی جو وحی کا سرچشمہ ہے۔ ورنہ ایسی جہالت اور تاریکی کے اندر ایسی عجیب اور پر حکمت تعلیم کا دینا انسان کی طاقت مین نہ تھا۔ افسوس ہے ان لوگونپر جو اس کامل انسان پر یہ جھوٹا الزام لگاتے ہین کہ اس نے غلامی کو مذہب کا جزو بنا دیا۔ غلامی کو نہین بلکہ غلامونکے آزاد کرنے کو اسنے مذہب کا جزو بنا دیا۔ وہ راستہ جو ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے دکھایا۔ اور جس مین مہاجرین اور انصار چلتے رہے وہ ایک صاف اور واضح راستہ ہے پس اس راہ پر نکتہ چینی کرو۔ اور دکھاؤ کہ کس مذہب نے اور کس مذہب کے بانی نے ایسے روشن اصول قایم کیئے۔ اور انسانون کے ساتھ ایسی پاکیزہ ہمدردی دکھائی۔

اسلام (۳)

Digitized by Khilafat Library

بجواب پادری سیل

اس مضمون کے پہلے دو حصون مین مینے پادریصاحب کی دو غلطیونکو کھولکر دکھایا ہے کہ کس حالت مین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے عرب کو پایا اور پھر ان کے اندر کیا تبدیلی پیدا کرکے دکھائی۔ اس تبدیلی پر بعض اعتراض پادریصاحب کے ایسے ہین جنکا جواب الگ مضمونون مین دیا جا چکا ہے۔ مثلاً تعدد ازواج طلاق پردہ اور عورتون کے حقوق۔ لونڈیون کے متعلق جو کچھ اس نے لکھا ہے اسکا جواب غلامی کے مضامین کے سلسلہ مین آیندہ کسی نمبر مین نکلے گا۔ اور بعض اعتراض اسکے جو حرم حجر اسود اور طواف کے متعلق ہین انکا بیان انشاء اللہ بعد مین کیا جاویگا۔ پہلے میرا خیال تھا کہ اسکے ہر ایک آرٹیکل کا جواب ساتھ ساتھ دیتا جاؤن گا مگر مشکل یہ ہے کہ پادریصاحبان حسب عادت ایک ایک سطر مین کئی کئی اعتراض کر دیتے ہین اسلیے جواب لکھنے والیکو بعض وقت ایک سطر کے جواب مین کئی صفحے لکھنے کی ضرورت پیش آجاتی ہے۔ چونکہ یہ سلسلہ اب شروع ہو گیا ہے اسلیے مین پسند کرتا ہون کہ جہانتک ممکن ہو ان اعتراضات کی بیخکنی مین تفصیل سے کام لیا جاوے۔ اسوقت پادریصاحب کے ایک اعتراض کا جواب دیکر مین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے مکی حصہ زندگی پر بحث شروع کرونگا۔ اور تمہید سے نکلکر اصل واقعات پر آؤنگا۔

ایک ناعاقبت اندیش معترض کی طرح پادریصاحب نے اسلام پر حملہ کرتے ہوئے ایسے ہتھیار کو ہاتھ مین لیا ہے جس سے انکے اپنے مذہب کی جڑ کٹتی ہے مگر یہ لوگ دوسرے مذہب پر بحث کرتے ہوئے اپنے مذہب کو ایسا بھول جاتے ہین کہ اسکی کچھ بھی پروا نہین کرتے اور تعصب کی پٹی آنکھوں پر باندھکر اپنی جڑین ہی کاٹنا شروع کر دیتے ہین پادری سیل نولدیکے کے اس قول کو "کہ شامی قومین خیال کو عام کرنے کی طاقت مین بہت کمزور ہین اور وسیع اور منطقی خیالات کو انکے ذہن قبول کرنیکے قابل ہی نہین"۔ ایسی خوشی سے نقل کرتا ہے کہ گویا یہ ایک شامی قومونکی خصوصیت ثابت ہو گئی اور اسلام اب کبھی عام اور وسیع مذہب ہونیکا دعوے ہی نہین کر سکتا۔ چنانچہ اسکو نقل کرنیکے بعد بڑے فخر سے کہتا ہے

که یه بات اسلام اور اسکے بانی دونون پر صادق آتی ہے۔ لیکن پادریصاحب کو یہ خیال نہ آیا کہ اگر اسی خصوصیت پر ہاتھ ڈالکر کوئی یہ کہدے کہ یہ بات عیسائی مذہب اور اسکے بانی دونون پر صادق آتی ہے تو پھر کیا جواب دینگے۔ ہم سمجھتے ہین کہ یسوع مسیح بھی شامی قومون مین سے تھا۔ وہ شام کے ملک مین پیدا ہوا اور شامی زبان بولتا تھا۔ اسکا سارا کنبہ اور سب رشتے دار بھی شامی ہی تھے اور جب وہ پڑھنے کے قابل ہوا تو وسعت خیال سیکھنے کے لیے لندن یا پیرس نہین بھیجا گیا تھا بلکہ ایک یہودی ماں کی خبر گیری سے نکلکر اسنے ایک یہودی استاد کی شاگردی اختیار کی اور یہودیون کی کتب مقدسہ کے پڑھنے مین بہت حصہ عمر کا صرف کیا۔ شاید پادری سیل صاحب کے اقرار اور نولدیکے کے بیان کے بموجب شامی ہونے کی وجہ ہی تھی جو اس نے اپنے شاگردون کو بڑی تنگ خیالی سے یہ نصیحت کی کہ "غیر قومونکی طرف نہ جانا اور سامریونکے کسی شہر مین داخل نہ ہونا بلکہ اسرائیل کے گھر کی کھوئی ہوئی بھیڑونکے پاس جاؤ" (متی باب ۱۰۔ آیت ۵و۶)۔ اور شاید اس شامی تنگ خیالی کا نتیجہ ہی ہوگا۔ جو اس نے اپنے مشن کو اسقدر محدود کیا جیسا کہ متی باب ۱۵۔ آیت ۲۴ مین لکھا ہے کہ مین اور کسی کی طرف نہین بھیجا گیا سوائے اسرائیل کے گھر کی کھوئی ہوئی بھیڑونکے۔ اب اسکے بالمقابل اس عظیم الشان انسان کو دیکھو جو عرب مین پیدا ہوا اور جسپر پادریصاحب نے بڑے ظلم یا جہالت سے یہ الزام لگایا ہے کہ اسکا مذہب وسیع نہین۔ اسکا سب سے پہلا پیغام یہ تھا وما ہو الا ذکر للعلمین (القلم۔ اخیری آیت) یعنی یہ قرآن جو تم سناتے ہو یہ کوئی عرب یا شام کیلیئے مخصوص نہین بلکہ یہ دنیا کے سارے لوگونکے لیے نصیحت ہے اور جسکے متعلق فرمایا:- تبارک الذی نزل الفرقان علے عبدہ لیکون للعلمین نذیرا (الفرقان) بڑی بابرکت ہے خدا کی ذات جسنے اپنے بندے پر فرقان نازل فرمایا تاکہ وہ تمام جہان کے لوگونکو خدا کے عذاب سے ڈراوے اور جسکے حق مین خدا فرماتا ہے۔ وما ارسلناک الا رحمۃ للعلمین۔ (الانبیاء - ۱۰۷، رکوع ۷) کہ اے پیغمبر ہمنے تمکو دنیا کے تمام لوگونکے حق مین رحمت بناکر بھیجا ہے۔ کہان وہ جو کہے کہ مین اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑونکے سوا اور کسی کی طرف نہین بھیجا گیا۔ اور کہان وہ جسکا دعوے ہو کہ مین دنیا کے تمام لوگونکے لیے رحمت بناکر بھیجا گیا ہون اور یہ تمام دعاوی نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے مکی وحی مین بھرے ہوئے ہین۔ آپنے کبھی یہ تنگدلی نہین دکھائی کہ مین عرب کے سوا اور کسی کی طرف نہین بھیجا گیا ہون۔ عیسائی صاحبان اگر اسی بات پر غور کرتے تو ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی صداقت اُنپر کھل جاتی کہ آپکے پہلے جسقدر انبیاء آئے تھے وہ اپنی اپنی قومونکی طرف آئے تھے جیسا کہ قرآن شریف سے بھی اسکی شہادت ملتی ہے کہ وان من امۃ الا

خلا فیہا نذیر- مگر عالمین یعنی تمام جہان کے لوگوں کے لیے صرف ایک ہی نذیر اور ایک ہی رحمت بنکر آیا اگر سنی سنائی بات پر آپ کا مدار ہوتا تو آپ بھی یہی دعوے کرتے کہ مین عرب کیطرف ہی بھیجا گیا ہون- اس مقابلہ سے صرف یہی معلوم نہین ہوتا کہ ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ہمدردی بمقابلہ دوسرے انبیاء اور خصوصاً حضرت مسیح علیہ السلام کے کسقدر وسیع تھی- بلکہ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ وہ قوت قدسی جسکے ذریعہ سے نبی ایک پاک تبدیلی پیدا کرتا ہے وہ آنحضرت مین دوسرے انبیاء سے کسقدر بڑھکر تھی کہ آپنے تمام دنیا کی اصلاح کا بیڑا اٹھایا پھر یہی قوت قدسی اس بات کی بھی دلیل ہے کہ آپکی اللہ تعالے کی محبت اور معرفت اور اس ذات پاک سے تعلق دوسرون کی نسبت کسقدر بڑھا ہوا تھا- کیونکہ جسقدر علم و معرفت الہی اور تعلق باللہ زیادہ ہوگا اسیقدر دل مین یہ قوت قدسی بڑھکر پیدا ہوگی پس اس پہلو سے بھی ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی فضیلت کل انبیاء علیہم السلام پر خواہ وہ کسی ملک مین پیدا ہوئے ہون اور خواہ کسی اور جگہ ظاہر و ثابت ہے-

اسکے بعد پادری صاحب یہ اعتراض کرتے ہین کہ ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ان مختص المکان والزمان قوانین کو جو صرف چند روز کے لیئے عربون کے موزون حال تھے تمام لوگون اور ہر زمانے کیلیے قوانین قرار دیا- وہ کون کون قوانین ہیں اسکا ذکر پادری صاحب نے نہین کیا ہان قیاس کے طور پر ہم کہہ سکتے ہین کہ انکے ذہن مین تعدد ازدواج اور طلاق کے قوانین ہین- اسلامی قانون طلاق پر کسی گذشتہ اشاعت مین مفصل بحث کیگئی ہے اور ناظرین اس بحث کو پڑھکر دیکھ سکتے ہین کہ اسلام کا قانون طلاق خاوند اور عورت کیلیے کافی وجہ کے ہونے پر طلاق کا حق پیدا کرتا ہے- پادری سیل نے بڑی جرات سے اس قانون پر یہ اعتراض کیا ہے کہ یہ صرف عربون کے لیے اور وہ بھی عارضی طور پر موزون تھا- اور دوسرے ملکون مین یا بعد کے زمانے کے لیے یہ قانون نہین ہو سکتا حالانکہ اسے خوب علم ہے کہ آج جو قانون طلاق اکثر عیسائی ممالک مین مروج ہے وہ اسی اصول پر مبنی ہے- تعجب ہے کہ ایک تو یہ لوگ اسلام کے پاک اصول کی چوری کرتے ہین اور پھر یہ ناسپاسی کہ اسپر اعتراض کرتے ہین مگر جب عیسائیون سے پوچھو کہ وہ وسیع قانون طلاق کا کونسا ہے جو تمام ملکون اور ہر زمانے کے موزون حال ہے تو شاید یہ جواب دیتے ہونگے کہ وہ عیسائیت کا قانون ہے کچھ شرم ان لوگونکو آجاوے- متی اس قانون کو ان الفاظ مین بیان کرتا ہے "یہ بھی لکھا گیا کہ جو کوئی اپنی جورو کو چھوڑ دے اسے طلاقنامہ لکھدے- پر مین تمہین کہتا ہون کہ جو کوئی اپنی جورو کو زنا کے سوا کسی اور سبب سے چھوڑ دیوے اس سے زنا کرواتا ہے اور جو کوئی اس چھوڑی ہوئی سے بیاہ کرے زنا کرتا ہے" (متی باب ۵- آیت ۳۲) بہت خوب- اب پادری صاحب یہ بتادین اور

صاف الفاظ مین اس کا جواب دین کہ آج کل عیسائی ممالک مین کسقدر لوگ ایسے ہین جو دوسری وجوہات پر طلاق حاصل کرکے اپنی عورتون سے زنا کرواتے ہین اور کسقدر مطلقہ عورتین ہین جو دوسرا بیاہ کرنیکی وجہ سے اس حکم کے بموجب زنا کا ارتکاب کرتی ہین ؟ ہان اور یہ بھی بڑا ضروری سوال ہے کہ کسقدر عورتین طلاق کا دعوے کرکے اور طلاق حاصل کرکے عیسائی مذہب کے رو سے زنا کی مرتکب ہورہی ہین کیونکہ یسوع مسیح کے بچیط اور کامل قانون طلاق کے رو سے کوئی عورت کسی صورت مین طلاق حاصل نہین کر سکتی۔ اے پادریصاحبان شرم کرو تم اپنے استاد کے فتوے کے رو سے وہ لوگ ہو جو دوسرون کی آنکھ مین تنکا بتانیکے لیے دوڑتے ہو اور اپنی آنکھ کے شہتیر کو نہین دیکھتے۔ وہ کونسا اسلام کا اصول ہے جو ہر زمانہ اور ہر قوم کے لیے موزون نہین۔ اور عیسائیت کا وہ کونسا عقیدہ ہے جو ہر ملک اور ہر زمانہ کے قبول کرنیکے لایق ہے ؟ تثلیث یا کفارہ یا آسمان پر چڑھ جانا۔ کیا یہی وہ عقاید ہین جو تمام دنیا کے قبول کرنیکے لایق ہین اور ہمیشہ کے لیئے قبول کرنیکے لایق ہین ؟ دیکھو کہ توہم پرستی کی بیخ کنی اور علم کی ترقی خود ان تمام عقاید کو جڑ سے اکھیڑ رہی ہے۔ یہ غلطیان ہین جو سچے علم کے سامنے اس طرح پاش پاش ہو جاوین گی جس طرح نور کے سامنے ظلمت۔ کہان ہے تمہاری سچائی۔ اور حق پسندی جسپر دنیا مین اس قدر شور ڈال رکھا ہے۔ ؟ کیون ایک جھوٹ کی خاطر ان باتون کو بیان کرتے ہو جنکو تم جھوٹی جانتے ہو۔ ایمان سے کہو کہ کیا عیسائی تعدد ازدواج کی ممانعت کیوجہ سے مسلمانونسے زیادہ پاکیزہ زندگیان بسر کر رہے ہین ؟ سچ سچ بتاؤ کہ کیا تم کبھی ضرورت محسوس نہین کرتے۔ کہ بعض حالات مین تعدد ازدواج ضروری ہو جاتا ہے۔ بتاؤ کہ مسیح نے کب تعدد ازدواج کی ممانعت کی ؟۔ بتاؤ کہ لوتھر کے وقت تک کلیسیا نے تعدد ازدواج جایز قرار نہین دیا ؟ سچ سچ کہو کہ وہ کئی لاکھ عورتین جو عیسائی ممالک مین تعداد مین مردونسے زیادہ ہین انکے دلون مین خاوند کی خواہش کبھی پیدا نہین ہوتی ؟ خدا ترسی سے بتاؤ کہ ان پیغمبرون نے جنکے نوشتے تم دنرات کوشش کرکے دنیا مین پھیلا رہے ہو تعدد ازدواج کی تعلیم نہین دی اور اسپر عمل نہین کیا ؟ اور بالآخر یہ بھی بتاؤ کہ کیا تم ہمیشہ سچائی اور پاکیزگی کے قبول کرنے سے انکار پر جمے رہو گے ؟

اسلام کی کوئی سی تعلیم لے لو اور اسکا مقابلہ عیسائی مذہب کی ویسی ہی تعلیم سے کرو۔ اور تمہین ایک ذرہ شک باقی نہین رہ جائیگا۔ کہ کونسی وہ تعلیم ہے جو ہر ملک اور ہر زمانہ پر حاوی ہے اور کونسی محدود اور ناقابل عمل ہے۔ عیسائی مذہب کی اخلاقی تعلیمون مین سب سے اعلے درجہ کی تعلیم جسپر عیسائی کتابین لکھتے لکھتے تھک گئے ہین یہ ہے ایک گال پر طمانچہ کھا کر دوسری پھیر دو۔

اور کوئی کوٹ اتارے تو اسے چغہ بھی دیدو. بات تو بہت دل خوش کن ہے مگر دنیا مین آج کون ایسا آدمی ہے جو اس پر عمل کرتا ہے یا اگر یہ سمجھ لیا جاوے کہ یہ زمانہ بہ سبب اپنی بدکاریون اور شرارتو نکے اس اعلی درجہ کی تعلیم پر عمل کرنیکے لایق ہی نہین تو کسی گذشتہ زمانہ مین ہی کسی کا نشان بتایا جائے جس نے اس پر عمل کیا ہو کوئی پوپ ہو۔ یا کوئی لاٹ پادری۔ یا کلیسیا کا اور کوئی عہدیدار. یا کوئی انجیل کا واعظ۔ یا کوئی بادشاہ یا کسی ریاست کا حاکم یا کوئی فوج کا جرنیل یا اور عہدیدار یا کوئی عیسائی سوسائیٹی ہی سہی کسی کا پتہ بتاؤ جو اس تعلیم کا عامل ہو گذرا ہو۔ اسکے بالمقابل اسلام کی تعلیم کو دیکھو۔ جزاء سیئة سیئة مثلها فمن عفى واصلح فاجره على الله۔ جو کوئی بدی اور شرارت کرے اس کی سزا تو یہی ہے کہ اسکو اسی بدی کے مناسب حال سزا دیجاوے. لیکن اگر کوئی شخص معاف کردے اور اسکے معاف کرنیکا نتیجہ اصلاح ہو تو ایسا آدمی اللہ تعالے سے نیک اجر پاوے گا۔ یہی وہ قانون ہے جسپر عیسائی حکومتونکی بھی بنیاد ہے۔ معافی وہی ٹھیک ہے جس سے اصلاح اور نیک نتیجہ پیدا ہو۔ اگر ایک شخص شرارت کرکے دوسرے کے گھر مین آگ لگا دیتا ہے تو اسکو معاف کرنا اس بات پر دلیر کرنا ہے کہ وہ اور ونکے گھرون مین بھی آگ لگائے ایسا ہی بہت سے جرائم پیشہ لوگ ہین جن کو اگر سزا نہ دیجاوے تو وہ سوسائیٹی کے امن کو دور کر دینگے تعجب مجھے اس بات پر آتا ہے کہ عیسائی صاحبان اپنے گھر کی تعلیم پر ایک منٹ کیلیے بھی عمل نہین کر سکتے اور سارے انتظام اور تمدن کی بنیاد ان اصولون پر ہے جو اسلام کے اصول ہین مگر پھر ساتھ ہی اسلام پر یہ اعتراض کیے جاتے ہین کہ اسلام کے اصول ہر زمانہ اور ہر ملک کیلئیے حاوی نہین۔ اور عیسائیت کے اصول وسیع اور محیط ہین اس جھوٹ اور جھوٹی حمایت سے فایدہ کیا۔ اور اس پردہ پوشی سے کب تک کام چلے گا۔

اب مین پادری سیل کے اس حصہ مضمون پر آتا ہون۔ جس مین اس نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مکی زندگی پر اعتراض کیے ہین جس استقلال اور صبر اور دلسوزی کے ساتھ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مکہ مین رہ کر اور طرح طرح کے مصایب اور کفار کی ایذا رسانی اور تکلیف دہی کی برداشت کرکے پیغام رسالت کو پہونچاتے رہے وہ ایسے خارق عادت ہین کہ آپکے بڑے سے بڑے دشمنونکو بھی اس جگہ آپکی عظمت اور خلوص کا قایل ہونا پڑا ہے. میور جیسا دشمن اپنے منہ سے اقرار کرتا ہے کہ "انبیا کی تاریخ کے علاوہ اور کسی جگہ ہمین اس جد و جہد کی نظیر نہین ملتی جس مین تیرہ سال تک نبی عربی (صلے اللہ علیہ وسلم) نے باوجود طرح طرح کی دل شکنیون ناامیدیون اور دھمکیونکے اور باوجود رد کیے جانے اور ایذا دیئے جانیکے ایسا کامل ایمان خدا پر دکھایا جس مین کبھی کسی طرحکا تزلزل نہین آیا اور لوگونکو نیکی کیطرف دعوت کرتے رہے۔ اور اپنے بے دین ہم وطنونکو خدا کے آنیوالے غضب سے ڈراتے رہے"! مگر مین کہتا ہون کہ ایسا کامل نمونہ تو انبیا

علیہم السلام کی تاریخ مین بھی کہین نہین ملتا۔ اور نبی انبیاء مین مین یسوع مسیح کو بھی شامل کرتا ہون اور بصیرت سے کہتا ہون کہ اس کا نمونہ پادری صاحب یسوع مسیح کی زندگی مین ہرگز نہین دکھا سکتے۔ اگر کسی پادری صاحب کو احقاق حق اور ابطال باطل منظور ہے تو نہین واجب ہے کہ اس کامل ایمان اور استقامت اور صبر اور برداشت کے نمونہ کی جو ہمارے نبی کریمؐ نے دکھایا کوئی نظیر حضرت مسیح کی زندگی مین بھی نکالکر دکھا دین۔ ورنہ یاد رکھین کہ اب وہ زمانہ آگیا ہے کہ لوگ انکے خداوند خداوند کہنے پر نہین بھولین گے بلکہ واقعات حقہ کی رو سے فیصلہ کرینگے کہ افضل کون ہے۔ عرب جیسا کہ پہلے دکھایا جا چکا ہے بت پرستی مین غرق شدہ قوم تھی مگر قریش جن کا مقابلہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پہلے ہوا کیونکہ انہین کو پہلے پہل آپنے مکہ معظمہ مین مخاطب بھی فرمایا۔ نہ صرف بت پرستی سے ہی محبت رکھتے تھے بلکہ انکی ساری وجاہت اور عزت بھی اسی بت پرستی کیوجہ سے ہی تھی۔ کعبہ جو قدیم سے ساری قوم کا مرجع رہا تھا قریش کے زیر حفاظت تھا اور اسوقت وہ ایک عظیم الشان بتخانہ تمام بتونکے پجاریونکے لیے بنا ہوا تھا۔ جہان اسقدر بت موجود تھے کہ ہر روز سالہاسال ایک نیا بت پرستش کے لیے ملسکتا تھا۔ پس قریش کا سارے عرب پر ایک طرحسے مذہبی رعب تھا اسکا ثبوت اسبات سے بھی ملتا ہے کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے تبلیغ حق شروع کی اور سالانہ مجمعون مین جہان متفرق مقامات سے عرب جمع ہوتے تھے خدا یتعالیٰ کی توحید بیان کرنے لگے تو کفار نے آپکے وعظ کے اثر کو زائل کرنیکے لیے یہ تجویز کی کہ ایک ایک آدمی اپنا مقرر کر دیا جس نے ہر گذرگاہ مین بیٹھکر آنیوالون کو متنبہ کر دیا کہ خبردار محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی بات نہ سننا۔ اور جہان نبی کریم وعظ کے لیے جاتے وہان ہی ذی وجاہت قریش مین سے ایک اٹھکر بیان کر دیتا کہ لوگو اس کی بات پر اعتبار نہ کرنا یہ ساحر ہے اور اتنی ہی بات سے سب لوگ آپ کی طرف توجہ کرنیسے رک جاتے۔ پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی کامیابی سے قریش کو صرف یہی خطرہ نہین تھا کہ انکا آبائی مذہب نابود ہو جاویگا بلکہ بڑا فکر انکو یہ تھا کہ اس سے ان کی عزت اور وجاہت کو بھی صدمہ پہونچے گا۔

یہ بات بھی بیان کرنیکے قابل ہے کہ واعظ انکے درمیان پہلے بھی تھے مگر جو سلوک ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے ہوا انسے کبھی نہین ہوا۔ نہ صرف یہ کہ اس درجہ کی ایذا رسانی نہین ہوئی بلکہ یہ بھی ثابت نہین کہ مذہب کی خاطر انہون نے کسی کو دکھ یا تکلیف پہونچائی ہو۔ مگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ظہور کے ساتھ ہی اس قوم کا رنگ بدل گیا۔ شروع سے ہی انکو ایسا معلوم ہونے لگ گیا تھا کہ انکا قومی مذہب آنحضرت کے ہاتھ سے نیست و نابود ہو جائیگا۔ اور اسی لیے ابتدا سے ہی انہون نے اپنی پوری طاقت آنحضرت کے مقابلہ کے لیے خرچ کی وہ جانتے تھے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کبھی جھوٹ نہین بولا اسلیئے آپکے

دعوے کی جہان ایک طرف وہ تحقیر کرتے تھے دوسری طرف اس سے ڈرتے بھی تھے اول اول انکی ایذا رسانی استہزا تک ہی محدود تھی مگر جون جون وہ آنحضرت کی استقامت کو مشاہدہ کرتے گئے ایذا رسانی مین ترقی ہونے لگی۔ کعبہ مین آپکو نماز پڑھنے سے روکنے کیلیے طرح طرح کی تجویزین کی گئین جب آپ خدا کے حضور کھڑے ہوتے۔ تو آپ پر غلاظت پھینکی جاتی۔ رستون مین جہان سے آپنے گذرنا ہوتا اور اسجگہ جہان آپ نماز پڑھتے کانٹے بچھائے جاتے تا رات کی تاریکی مین جب آپ گذرین یا نماز پڑھین تو انسے زخمی ہون اسی کیطرف قرآن کریم ابتدائی وحی مین ان الفاظ مین اشارہ کرتا ہے۔ ارایت الذی ینھی عبدا اذا صلی (العلق)

اب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ حکم ہوا کہ قریش کو ڈراوین کہ اگر وہ توبہ نہین کرینگے اور اپنی شرارتون اور بدکاریون سے باز نہین آوینگے تو انپر عذاب آویگا۔ پس آپنے کل قوم کو جمع کرکے خدا کا یہ پیغام انکے کانون تک پہونچایا۔ پھر کیا تھا۔ مخالفت کی آگ بھڑک اٹھی۔ اوب کل قوم نے متفق ہوکر نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو نیست و نابود کرنے کی تجویزین اور کوششین شروع کین۔ پہلے انہون نے ابو طالب کو اپنے ساتھ ملانا چاہا کہ وہ آنحضرت کو انکے حوالے کردے تا وہ آپکو مار ڈالین۔ ابو طالبنے اسلام کو قبول نہ کیا تھا مگر اس نے ایسی بیوفائی کا کام کرنیسے انکار کیا۔ اور جب قریش مین اسکی مخالفت ہوئی تو اس نے ایک قصیدہ لکھا جس مین اسنے قریش کی بیجا ایذا رسانی کی شکایت کر کے انحضرت کی حمایت کے وجوہات بیان کیئے۔ اس سے مایوس ہوکر قریش نے نبی کریم کو ہلاک کرنے کی اور تجویزین سوچین۔ ایکدفعہ خود ابو جہل نے اس کام کو اپنے ذمے لیا۔ کہ جسوقت آنحضرت سجدے مین ہون تو اسوقت انکو ہلاک کر ڈالے مگر جسکی تائید اور حفاظت کرنیوالا خود احکم الحاکمین ہو کون اسکا بال بیکا کر سکتا ہے۔ مقرر وقت پر جب آنحضرت نماز مین مشغول تھے تو ابو جہل ایک بڑا پتھر اٹھا کر اپنے ناپاک ارادہ کو پورا کرنیکے لیئے آگے بڑھا۔ اور تمام قریش منتظر تھے کہ اب آپ کا کام تمام ہوجائیگا۔ مگر جونہی وہ نزدیک ہوا اللہ تعالے نے اسے ایک ایسا خوفناک نظارہ دکھایا کہ وہ پیچھے بھاگا۔ دن رات نئی نئی تجویزین کیجاتی تھین مگر حق کا قدر رعب دلونپر تھا کہ کسی شخص کو جرات نہ ہوتی تھی۔ آخر کار حضرت عمر جیسے دلیر آدمی نے یکام اپنے ذمہ۔ مگر قبل اسکے جو وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم تک پہونچے وہ راستے مین خود مسلمان ہوگیا اور جسکے سر تلوار سے کاٹنے کے لیے چلا تھا آخر اسکے پاؤن پر اپنا سر جا رکھا۔ یہ تصرف الٰہی ہے جو اللہ تعالے اپنے پیارے بندہ کیلیئے کرتا رہا۔

اکیلے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ان سب مخالفتونکا مقابلہ کرتے رہے اور سب ایذاؤن اور تکلیفون کی برداشت کرتے رہے۔ مگر کبھی آپکے دلمین یہ خیال نہین گذرا کہ آپکو انجام ناکامی ہوگی یا یہ کہ مخالفون کی مخالفتین آپکا کچھ بگاڑ سکتی ہین۔ لیکن یاد رہے کہ ہر واقعہ اٹھا یا ہر کسے اس سے اپنے مطلب کے

موافق نتیجہ نکالنا چاہتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ "(حضرت) محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کے متعلق یہ خیال کرنا کہ وہ تنہا اور غریب محض اونٹوں کے چرانیوالے تھے اور انہوں نے اکیلے بغیر کسی ظاہری سامان کے ہر ایک قسم کی مخالفت کا مقابلہ کیا غلط ہے۔ ان کا خاندان ایک میر خاندان تھا۔ ور قوم کے مذہبی اور تجارتی دارالخلافہ مین اس خاندان یعنے قریش کا بڑا تمدنی اور ملکی اثر تھا۔ اس مدد کے بغیر جو انکو اسوجہ سے پہونچتی رہی وہ کبھی اس مخالفت کی برداشت نہ کر سکتے تھے جسکا اول اول انکو سامنا کرنا پڑا"۔

پادریصاحب کے اس جھوٹے منطق کو ناظرین بخوبی سمجھ سکتے ہین۔ یہ کون کہہ سکتا ہے کہ اگر فلان واقعہ نہ ہوتا تو پھر کیا ہوتا۔ اگر بفرض محال یہ مان لیا جاوے کہ آپکے خاندان کی امیرانہ حیثیت کیوجہ سے آپکی مخالفت پورے زور سے نہین ہوئی تو یہ کیونکر نہ نکلسکتا ہے کہ اگر یہ خاندانی حیثیت نہ ہوتی تو آپ ہلاک ہو جاتے۔ علاوہ ازین یہ ایک لغو دلیل ہے۔ اس سے یہ کہان ثابت ہوا کہ آپ خدا کیطرف سے نہ تھے یا حق پر نہ تھے۔ کیا کسیوجہ سے کسی کی زندگی کا بچاؤ ہو جانا اسکے خدا کیطرف سے ہونیکو باطل کر دیتا ہے؟ اگر یہ صحیح ہے تو پھر ایک شخص یہ بھی کہنے کا حق رکھتا ہے کہ اگر حضرت موسے کو فرعون کی لڑکی دریا سے نہ نکال لیتی تو چونکہ شریعت موسوی کا نام و نشان نہ ہوتا اسلیئے ثابت ہوا کہ نعوذ باللہ حضرت موسے بھی خدا کیطرف سے نہ تھے۔ اور یہ بھی کہہ سکتا ہے کہ اگر مریم کے خاوند یوسف کو فرشتہ خواب مین یہ یقین نہ دلاتا۔ کہ حضرت مریم صدیقہ پاکدامن ہین تو دہ غیرت مین آکر انکو حمل کیحالت مین ہی مار ڈالتا۔ اور اس سے آپکی مسیحیت یا بزعم عیسائیان خدائی بھی ساتھ ہی جاتی۔ اسلیئے حضرت مسیح بھی نعوذ باللہ خدا کیطرف سے نہ تھے۔ اور مفتری تھے۔ مورخ کو ان بیہودہ خیالات سے کیا تعلق کہ فلان بات نہ ہوتی تو یون ہوتا اسکا کام تو یہ دیکھنا ہے کہ واقعہ مین کیا ہوا۔ اور یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے سخت سے سخت مخالفتوں کا مقابلہ کیا اور کامیاب ہوئے۔ نہ صرف مقابلہ کیا بلکہ مخالفت یا تکلیف کی آپنے کبھی پروا بھی نہین کی کیونکہ اگر ایسی پروا کرتے تو ابتدا مین تبلیغ کے کام ہاتھ سے چھوڑ بیٹھتے۔

اس بات سے کہ ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم ایک معزز اور شریف خاندان قریش سے تھے۔ آپکی عزت ظاہر ہوتی ہے۔ اور صداقت بھی جھلکتی ہے مگر یہ بات آپکو قریش اور کل عرب کے بد ارادوں سے کیونکر بچا سکتی تھی۔ کتنی دفعہ آپکو قتل کر دھمکیان دی گئین اور کتنی دفعہ قتل کی تجویزین کی گئین۔ وہ کون تھا جس نے ابوجہل یا حضرت عمر کے ہاتھ کو پکڑ لیا۔ کیا ابوطالب نے اکثر قریش کو سفارش کی تھی یا بنی ہاشم نے ابوجہل کو روکدیا تھا اور دھمکی دی تھی۔ ہرگز نہین۔ اگر خدا تعالے کا خاص ارادہ نہ ہوتا تو دشمن اپنے بد ارادہ کو بڑی آسانی سے پورا کر سکتے تھے۔ کیا بڑے آدمی اور شرفا دنیا مین قتل نہین کیئے

جاتے تھے یا عرب مین قتل نہین کیے جاتے تھے اور اگر قریش کو کوئی اور روکنے والی طاقت نہ ہوتی تو سارے بنی ہاشم کو تباہ کر دینا انکے نزدیک کونسا مشکل امر تھا۔ اور بنی ہاشم کیا مقابلہ کر سکتے تھے۔ وہ لوگ جن کے معبودونکو انکے منہ پر برا کہا جاتا تھا اور جنکو ہر روز عذاب کی دہمکیان دیجاتی تھین بنی ہاشم کیوجہ سے مخالفت اور ایذا دونسے نہ رک سکتے تھے۔ انکو تو اپنے معبود عزیز تھے وہ ابو طالب کی کیا پروا کرتے تھے۔ نہ ابو طالب قریش کو اپنے معبودونسے زیادہ عزیز تھا اور نہ بنی ہاشم کی اسقدر طاقت تھی کہ قریش انکے خلاف کوئی کارروائی کرنیسے ڈر جاتے۔ پس صاف ظاہر ہے کہ قریش کو اپنے ایذا دہی مین ناکام رکھنے والی کوئی اور طاقت تھی۔ وہ زبردست ہاتھ جو قاتل کے ہاتھ کو روک دیتا تھا انسانی ہاتھ نہ تھا۔ اور وہ طاقتور علم جو انکے سب منصوبون اور تجویزونکو خاک مین ملا دیتا تھا انسانی علم نہ تھا۔ کسقدر ہنسی کی بات ہے کہ جنگ تو مذہب کی بیخکنی کا ہو اور قریش ابو طالب کے لحاظ سے خاموش ہو رہین مگر پادری صاحب اس سے بھی بڑھکر یہ دعوے کرتے ہین کہ "قریش کے ساتھ جو نبی کریم کے تعلقات تھے انہی کیوجہ سے آپکو وہ حفاظت نصیب ہوئی جو ایک کم درجہ کے آدمی کو نہ ملسکتی تھی" یہ کسقدر حماقت سے بھری ہوئی بیخبری واقعات تاریخی کی ہے۔ ابھی تک سیل صاحب کو یہ بھی علم نہین کہ قریش ہی تو مخالف تھے اور دنرات نیست ونابود کرنے کی تجویزون مین لگے رہتے تھے اور انہی کو وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے محافظ فرض کر رہا ہے۔

اس مین شک نہین کہ ابو طالب نے اپنے بھتیجے کو قریش کے حوالہ کر دینے سے انکار کیا اور اس بات پر خوش نہین ہوا کہ وہ ایک معصوم انسان کو بگناہ مار ڈالین۔ مگر اسکی یہ محبت بھی صرف خونی تعلقات کیوجہ سے نہ تھی۔ نئے مذہب کے تعلقات نے پرانے رشتہ داری کے تعلقات کو بالکل قطع کر دیا تھا۔ اور مسلمانونکو بڑی ایذا رسانی اول اول انہی لوگونکی طرفسے ہوئی جو انکے اپنے نزدیکی رشتہ دار تھے اور جس تجویز مخالفت پر قریش نے اتفاق کیا تھا وہ یہی تھی کہ ہر ایک کنبہ کے لوگ اپنے اپنے عزیزونکو تکلیف دینا شروع کرین۔ کفر کیحالت مین حضرت عمر نے اپنی بہن اور بہنوئی کو اسقدر مارا تھا کہ وہ قریب ادموئے کے ہو گئے تھے۔ اور یہی طریق ہر ایک گھرانے مین اختیار کیا گیا تھا کہ ایذا دہی سے اپنے اپنے عزیزونکو نئے مذہب سے پھیرا جاوے۔ مگر بنی ہاشم کے بڑے بڑے مقتدر اشخاص اسلام کیطرف بہت حد تک مائل ہو چکے تھے۔ حضرت حمزہ رضہ پہلے ہی مسلمان ہو چکے تھے۔ حضرت عباس بھی اسلام کی طرف مائل تھے۔ ابو طالب اگرچہ پرانے مذہب پر بظاہر قایم رہا مگر وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو صادق اور راستباز جانتا تھا چنانچہ اسبات کا اظہار اسنے نہایت صفائی سے اس قصیدہ مین کیا ہے

جس کا پہلے بھی ذکر آچکا ہے۔ قریش کی بیجا ایذ رسانی کا ذکر کرتے ہوئے وہ کہتا ہے۔

وما ترک قوم لا ابالک سیدا ۔ یحوط الذمار غیر ذرب مواکل
وابیض یستسقی الغمام بوجھہ ۔ ثمال الیتامی عصمۃ للارامل
یلوذ بہ الھلاک من ال ھاشم ۔ فھم عندہ فی رحمۃ و فواضل
حلیم رشید عادل غیر طائش ۔ یوالی الھا لیس عنہ بغافل
فواللہ لولا ان اجئ بسبۃ ۔ تجر علی اشیاخنا فی المحافل
لکنا اتبعناہ علی کل حالۃ ۔ من الدھر جدا غیر قول التھازل

ترجمہ ان اشعار کا یہ ہے۔ تجھ پر افسوس کسی قوم نے اپنے سردار کو نہین چھوڑ دیا گویا اس سوال کے جواب مین کہ تم ہمکو کہتے ہو کہ ہم نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ دین۔) اور سردار بھی وہ سردار جو تمام حفاظت کرنیوالی چیزونکی خوب حفاظت کرتا ہے اور وہ دغاباز نہین نہ دوسرونکا مال ہی کھاتا ہے سوہ کریم ہے سفید چہرے والا جسکے منہ کے وسیلہ سے مینہ مانگا جاتا ہے*۔ وہ یتیمونکا ملجا اور بیوہ عورتونکی پناہ ہے۔ آل ہاشم کے کل غربا اس کی پناہ ڈھونڈتے ہین اور اس سے وہ رحمت اور فضل پاتے ہین۔ وہ حلیم اور بزرگ ہے انصاف کرنیوالا۔ اور متین جلدی ناراض نہ ہونیوالا اس خدا کو دوست رکھتا ہے جس سے وہ ایکدم کے لیے بھی غافل نہین ہے۔ خدا کی قسم ہے اگر مجھے یہ خوف نہ ہوتا کہ میری وجہ سے میرے بزرگونپر محفلون مین عیب لگایا جاویگا تو ہم ہر حال مین اس کی پیروی کرتے (یعنی ظاہر طور پر بھی دین قبول کر لیتا) یہ میری بات نہایت سنجیدگی سے ہے اور ہزل نہین۔

یہ بات بھی اس جگہ بیان کرنیکے قابل ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو سب سے اول قبول کرنے والے وہی لوگ تھے جو آپکے نہایت عزیز دوست یا نہایت قریبی رشتہ دار تھے اور جو آپکے حالات سے

---

* ایک حدیث مین آیا ہے کہ مدینہ مین ایکدفعہ سخت امساک باران ہوا۔ تو لوگون نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے دعا کے لیے التجا کی۔ آپ منبر پر چڑھے اور دعا کرتے رہے یہانتک کہ بادل جمع ہوکر زور کی بارش شروع ہوگئی اور یہانتک بارش ہوئی کہ پھر لوگون نے التجا کی کہ اب تو سیلاب سے ہر ایک چیز کے بہ جانے کا خطرہ ہے جسپر آپنے دعا کی اللھم حوالینا ولا علینا۔ پھر بارش تھم گئی۔ اسوقت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آج ابو طالب ہوتا تو بہت خوش ہوتا۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپکا اشارہ ابو طالب کے اس شعر کیطرف ہے جو اسنے آپکی مدح مین کہا ہے کہ وابیض یستسقی الغمام بوجھہ ۔ ثمال الیتامی عصمۃ للارامل۔ فرمایا ہان۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اس قصیدہ کے بعض اشعار عرب مین عام طور پر مشہور ہو گئے تھے۔ منہ

بخوبی واقف تھے سب سے پہلے ایمان لانیوالی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ہین جو پندرہ سال سے آپ کی زوجیت مین تھین اور جنہون نے آپکی دیانتداری اور صداقت پر خوش ہوکر ہی پہلے یہ تعلق پیدا کیا تھا۔ جبھی کہ انہون نے آپکے منہ سے یہ سنا کہ مجھہ پر یہ وحی نازل ہوئی تو جھٹ بول اٹھین۔ کلا واللہ مایخزیک اللہ ابدا انک لتصل الرحم و تحمل الکل و تکسب المعدوم و تقری الضیف و تعین علی نوائب الحق۔ یہ نہین خدا کی قسم خدا آپکو کبھی رسوا نہین کرے گا۔ کیونکہ آپ صلہ رحمی کرتے یعنی اپنے رشتہ دارونسے نہایت نیک سلوک کرتے ہین اور انکی مدد کرتے ہین جو اپنا بوجھ آپ نہین اٹھا سکتے اور جو کام نہین کر سکتا اس کو کما کر دیتے ہین اور مہمانون کا اکرام کرتے ہین اور مصائب کیوقت لوگونکو مدد دیتے ہین۔" حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ شروع سے ہی آپکے بڑے دوست تھے۔ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے نبوت کا دعوے کیا تو آپ سفر پر تھے۔ واپس آتے ہی جب آپنے یہ خبر سنی تو آپنے کہا بیشک محمد صلے اللہ علیہ وسلم صادق ہین کیونکہ آپنے کسی آدمی پر کبھی جھوٹ نہین بولا تو پھر خدا پر کیونکر جھوٹ بول سکتے ہین۔ اس سے بڑھکر ایک شخص کی صداقت اور خلوص کی اور کیا شہادت ہو سکتی ہے کہ وہ لوگ جو سب سے زیادہ اسکے اندرونی حالات سے واقف ہین وہی اسکی صداقت پر ایمان لانیوالے ہون اور ایسے وقت مین جب تمام دنیا مخالفت پر تلی ہوئی ہو۔ حضرت ابوبکر اور خدیجہ رضی اللہ تعالے عنہما سے بہتر واقف نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے حالات سے اور کوئی نہ تھا۔ اور اگر کوئی نقص یا عیب آپ مین ہوتا یا کوئی جھوٹ ملونی آپکے دعوے مین ہوتی تو ممکن نہ تھا کہ وہ اس سے آگاہ نہ ہوتے مگر دونون نہایت سچے دل سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی صداقت پر ایمان لائے اور ہزارون ابتلاؤن اور امتحانون مین ثابت قدم رہے اور آخر کار اسلام اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی کامیابی پر انکو ایسا ہی ایمان تھا جیسے خود مہبط وحی صلے اللہ علیہ وسلم کو۔ ان دونونکا آنحضرت کو دعوے کا علم ہوتے ہی قبول کر لینا اور پھر اسپر ایسی لانظیر ثابت قدمی دکھانا ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی صداقت کی نہایت پر زور دلیل ہے۔ چنانچہ میور جیسے دشمن کو حضرت ابوبکر کے ایمان اور استقلال پر حیران ہوکر یہ کہنا پڑا ہے کہ "اگر محمد صلے اللہ علیہ وسلم شروع سے ہی عمداً افترا کرنے والے ہوتے تو ایک ایسا آدمی (ابوبکرؓ) اپنر کبھی ایمان نہ لاتا اور انکا صادق دوست نہ ہوتا جو نہ صرف دانا اور دور اندیش ہی تھا بلکہ سیدھا اور صادق بھی تھا۔ ابوبکر کو اپنے آپ کو بڑا ہا دیکھا یا بڑا بننے کا کوئی خیال نہ تھا۔ جب شاہی اختیارات اسکے ہاتھ مین آئے تو انہون نے ان اختیارات کو محض اسلام کی بہتری اور لوگونکے فائدہ کیلئے برتا۔

وہ خود اس قدر ہوشیار تھا کہ کسی کے فریب مین نہ آسکتا تھا - اور اسقدر دیانتدار اور ایماندار تھا کہ دوسرے کو دھوکا نہ دے سکتا تھا"

مقابلہ کے یہ چند لفظ اس جگہ حضرت مسیح کی نسبت بھی بموقعہ نہ ہونگے حیرت کی بات ہے کہ وہ لوگ جو حضرت مسیح کے حالات سے گہری واقفیت رکھتے تھے اپر ایمان نہین لائے انکے حقیقی بھائی انکو پاگل سمجھتے تھے - (مرقس ۳/۲۱) وہ حواری جن پر بڑی بڑی امیدین ہونی چاہئین تھین آخرکار بیوفا ثابت ہوئے - ایک نے تیس روپیونکے عوض آپکو آپ کے دشمنونکے ہاتھ بیچدیا - اب اس فرق کو دیکھو کہ ایک کا مرید تیس روپیئے کے لالچ سے اپنے آقا کے ساتھ ایسی غداری کرتا ہے اور دوسرے کا مرید تیس ہزار روپیہ اپنے آقا پر قربان کرکے طرح طرح کی تکلیفین اس کے ساتھ اٹھاتا ہے اور ایک دم کیلیے بھی اسکے دلمین یہ خیال نہین گذرتا کہ وہ اپنے آقا کا ساتھ چھوڑدے - پھر حضرت مسیح کے ایک اور مرید نے جسپر آپکو اسقدر اعتبار تھا کہ بہشت کی کنجیان بھی اسیکے سپرد کردی تھین - گرفتاری کیوقت کیسی بیوفائی دکھائی اور انکار کیا اور لعنت بھیجی - باقی بھی اسی قسم کے نکلے - اور سب کے سب ساتھ چھوڑکر بھاگ گئے - ان کمزوردلون اور بیوفاؤنکے مقابل ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ وہ ہین جنکے مضبوط ایمان اور ثابت قدمی کو کوئی مصیبت متزلزل نہین کرسکی - انہون نے آپکی خاطر روپیہ مال گھر جایداد ین آرام سب کچھ قربان کیا - اور پھر آخر اپنی جانین قربان کرنیسے بھی دریغ نہ کیا - ان لوگونکی ثابت قدمی - وفاداری - مضبوطی ایمان - صدق اور خلوص کو جس سے کسی کو انکار نہین ہوسکتا - میور صاحب صرف اسقدر وقعت دیتے ہین کہ اسنے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ آنحضرت نے عمداً افترا نہین کیا اور نہ وفاداری کا ایسا نمونہ صحابہ ہرگز نہ دکھا سکتے تھے - ناظرین خود قیاس کرلین کہ اگر حضرت مسیح کے حواریونکی طرح نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ سے کوئی بیوفائی ہوتی یا جس طرح انکے ایمان مین تزلزل آتا رہا صحابہ کے ایمان مین کبھی تزلزل واقع ہوتا تو پادریصاحبان اس سے کیا نتیجہ نکالتے پھر تو یہ لوگ پھولے بھی نہ سماتے کہ نبی عربی (فداہ امی وابی) کا نعوذ باللہ افترا ثابت ہوگیا - مگر خدا کا خوف ان لوگونکے دلونمین نہین - اے پادریصاحبان ایمان سے اور خدا ترسی سے بتاؤ کہ اگر آنحضرت کے صحابہ کے صدق اور وفاداری سے اس سے بڑھکر کوئی نتیجہ نہین نکلتا - کہ آپنے عمداً افترا نہین کیا - اور آپ نعوذ باللہ دھوکہ خوردہ تھے تو مسیح کے حواریونکی بیوفائی غداری اور بے ایمانی سے کیا کیا نتیجہ نکلتا ہے - اگر تم مین کچھ بھی خدا کا خوف ہے تو جرأت کرکے اس نتیجہ کو شایع کرو - اگر یہ سچ ہے کہ درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے تو تمہین حضرت مسیح اور حضرت محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم

کی صداقت یا فضیلت کا فیصلہ کرنیکے لیے صرف ایک ہی بات کافی ہے کہ تم دونون کے صحابیونکا مقابلہ کرلو

اگرمین اصل مضمون سے کسیقدر دور نکل گیا ہون تو مین نے ناظرین کا اپنا وقت ضایع نہین کیا۔ اب مین پھر پہلی بات کی طرف رجوع کرکے یہ کہتا ہون کہ واقعات سیل صاحب کے اس دعوی کی ہرگز تائید نہین کرتے۔ کہ اگر ابوطالب یا بنی ہاشم آنحضرت کیساتھ نہ ہوتے تو آپ قریش کی مخالفت سے کبھی بچکر نہ نکل سکتے۔ یہ محض جھوٹ ہے اس مین شک نہین کہ ابوطالب نے اخیر دم تک آنحضرت کا ساتھ دینے کیلیے آمادگی ظاہر کی۔ مگر کیون؟ اسلیے کہ وہ آنحضرت کو راستباز جانتا تھا۔ اور آپکا ساتھ چھوڑنیکو وہ غداری سمجھتا تھا۔ اس نے یہ نہین کہا کہ بنی ہاشم نبی کریم کی محافظت کرنیوالے ہین بلکہ یہی کہا کہ نبی کریم بنی ہاشم کے سردار اور انکے محافظ ہین۔ یتیمون غریبون بیکسون اور بیواؤن کا ملجا وماوی ہین۔ ابوطالب تو اسلیے آپ کا ساتھ نہ چھوڑتا تھا کہ آپکا ساتھ چھوڑنیسے اسے بنی ہاشم کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ تھا۔ اس سے تو بہتر تھا اگر سیل صاحب یہ کہدیتے کہ اگر صحابہ آپکے ساتھ ہوکر آپ پر جانین فدا نہ کرتے تو آپ قریش کی مخالفت سے بچکر نہ نکل سکتے تھے۔ مگر ان باتون سے کیا نتیجہ پیدا ہو سکتا ہے۔

سوال یہ ہے کہ آیا ابوطالب کیوجہ سے قریش مخالفت سے رک گئے۔ ابوطالب نے اگر کچھ کیا تو وہ صرف یہی تھا کہ اس نے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو قریش کے حوالہ کر دینے سے انکار کیا۔ قریش کی درخواست یہ تھی کہ اگر وہ آنحضرت کو مار ڈالین تو ابوطالب یا بنی ہاشم ان سے بوجھین نہین۔ اس سے بڑھکر ابوطالب نے کیا کیا اور وہ کیا کر سکتا تھا۔ جب آپ باہر جاتے تھے تو آپکے ساتھ کوئی پہرہ نہ ہوتا تھا۔ رات کی تاریکی مین آپ اکیلے عبادت کیلیے نکلتے تھے حالانکہ آپ یہ بھی جانتے تھے کہ قریش کے کیا کیا ارادے آپکے مخالف ہین۔ آپکا بھروسہ خدا پر تھا اور یہ یقین تھا۔ کہ جس طاقتور خدا نے آپکو رسالت کا پیغام دیکر بھیجا ہے وہی آپکی حفاظت بھی کرنیوالا ہے۔ پس سچی بات یہی ہے کہ خدا کے سوائے اسقدر دشمنونکے درمیان نہ کوئی آپکی حفاظت کر سکتا تھا اور نہ کسی نے کی۔ ہان وہ خدا جس نے وعدہ کیا تھا اسی نے اپنے وعدہ کو پورا بھی کیا۔ اگر بنی ہاشم بالفرض قریش کی مخالفت بھی کرتے تو وہ قریش کی مجموعی طاقت کے سامنے حیثیت ہی کیا رکھتے تھے! ایکدم مین سب کے سب کچل دیے جا سکتے تھے۔ بھلا پادری صاحب یہ بتادین کہ جب قریش نے اتفاق کرکے بنی ہاشم سے لین دین بند کرکے انکو شہر کے ایک کونے مین بند کر دیا تو بنی ہاشم نے کیا مقابلہ کیا۔ بلکہ اگر چند دن تک اور وہ اسی حالت مین بند رہنے دیے جاتے تو سارے کے سارے تباہ ہو جاتے۔

اب مین سب باتونکو چھوڑکر یہ کہتا ہون کہ آخر ابوطالب مر گئے اور نبی کریم بنی ہاشم سے الگ ہوگئے تو بتاؤ کہ اسوقت کون آپکا محافظ تھا۔ مخالفت تو اور بھی بڑھ گئی۔ اگر پہلے صرف قریش ہی نیست ونابود کرنے پر آمادہ تھے

تو اب عرب کی اور قومین بلکہ یہودی اور عیسائی بھی ساتھ مل گئے۔ جب مخالفت کی آگ پورے زور سے بھڑک اٹھی تو اسوقت نہ ابو طالب تھا اور نہ بنی ہاشم ہی ساتھ تھے۔ پس سوچ لو کہ جس نے اسوقت آپ کو بچایا وہی پہلے بھی بچاتا رہا۔ بلکہ ابو طالب کی موت کے بعد ہی آپنے دعوت کا دایرہ اور بھی وسیع کر دیا چنانچہ اسکے بعد آپنے پہلے بنی ثقیف کیطرف رجوع کیا اور اس قوم کو دعوت حق کی مگر یہان بھی آپکے ساتھ وہی سلوک ہوا جو قریش نے کیا تھا۔ شہر کے لوگون نے آپ کی بڑی مخالفت کی اور پتھر مار کر شہر سے باہر نکالدیا۔ اور بہت دور تک گالیان دیتے ہوئے اور پتھر مارتے ہوئے آپکے پیچھے چلے آئے۔ جب آپ دور نکل آئے تو ایک درخت کے سایہ کے نیچے بیٹھ گئے۔ اور اس تنہائی مین جب زمین کی ہر ایک چیز آپکی مخالفت پر تلی ہوئی نظر آتی تھی آپنے ان الفاظ مین اللہ تعالے کے آگے دعا کی:- اللھم الیک اشکو ضعف قوتی و قلۃ حیلتی وھوانی علی الناس یا ارحم الراحمین انت رب المستضعفین و انت ربی الی من تکلنی الی بعید یتجھمنی ام الی عدو ملکتہ امری ان لم یکن بک علی غضب فلا ابالی ولکن عافیتک ھی اوسع لی اعوذ بنور وجھک الذی اشرقت لہ الظلمات وصلح علیہ امر الدنیا والاخرۃ من ان تنزل بی غضبک او یحل علی سخطک لک العتبی حتی ترضی ولا حول ولا قوۃ الا بک۔ اس دعا سے کیسا صاف ظاہر ہے کہ آپ سوائے خدا کے اور کسی پر بھروسہ نہ رکھتے تھے۔ اور اسکی راہ مین ہر طرح کی تکلیفین اٹھانیکے لیے تیار تھے۔

علاوہ برین قریش نے جو کوششین آپکو راہ حق سے روکنے کیلیے کین اور آپنے جو کچھ ایسے موقعہ پر جوابدیا اس سے ظاہر ہے کہ نہ تو آپکو کفار کی تکلیف دہی اور ایذا رسانی کی کوئی پروا تھی اور نہ ہی ابو طالب یا بنی ہاشم کی حفاظت کی کچھ پروا تھی۔ قریش نے طرح طرح کے حیلے کیے کبھی روپے کا لالچ دیا کبھی عزت اور حکومت کا اور کبھی قتل کی دھمکیان دین مگر آپکو نہ کسی بات کی پروا تھی نہ کسی کا خوف۔ ایکدفعہ قریش کی ایک مجلس نے عتبہ بن ربیعہ کو اپنا وکیل کر کے بھیجا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کر کے آپکو بت پرستی کی مذمت سے روکے۔ اس نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو جاکر کہا کہ "آپ ہم مین شریف خاندان سے ہین اور عالی نسب ہین اور آپنے اپنی قوم کے سامنے ایک بڑا امر پیش کیا ہے جس سے آپنے جماعت مین تفرقہ ڈالا ہے اور انکے معبودون پر اور انکے دین پر عیب لگائے ہین اور انکے آبا و اجداد مین سے جو گذر چکے ہین ان کو کافر کہا ہے۔ پس مین آپکے سامنے چند باتین پیش کرنی چاہتا ہون کہ آپ انمین سے کوئی قبول کر لین تو یہ فتنہ رفع ہو جائے۔ آپنے فرمایا کہو مین سنتا ہون اس نے کہا کہ اگر آپکا اس کام کے اختیار کرنیسے منشا یہ ہے کہ آپکے پاس مال اکٹھا ہو جائے تو ہم اسقدر مال آپکو اکٹھا کر کے دیسکتے ہین کہ آپ قریش مین سب سے زیادہ مالدار ہو جائین اور اگر آپ بیویان چاہتے ہین تو ہم دس نہایت حسین بیویان

آپکو دے سکتے ہین۔ اور اگر آپ اس سے بزرگی چاہتے ہین تو ہم آپکو اپنا سردار بنانیکو تیار ہین اور آپکی اجازت کے بغیر کبھی کوئی کام نہ کرینگے۔ اور اگر آپ حکومت چاہتے ہین تو ہم آپکو اپنا بادشاہ بنانیکو تیار ہین اور اگر آپ کسی جن کے تصرف مین ہین جسکو رد کرنے کی آپ طاقت نہین رکھتے۔ تو ہم آپکے لیے طبیب بلائینگے اور اپنے مال آپکے علاج کیلیے خرچ کرینگے۔" جب وہ یہ بات کہہ چکا تو آپنے فرمایا۔ اب میرا جواب سُن:۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ حٰم۔ تنزیل من الرحمن الرحیم۔ کتب فصلت ایاتہ قرانا عربیا القوم یعلمون بشیرا ونذیرا فاعرض اکثرہم فہم لایسمعون وقالوا قلوبنا فی اکنۃ مما تدعونا الیہ وفی اذاننا وقر ومن بیننا وبینک حجاب فاعمل اننا عملون..... اور آپنے سورہ حم السجدہ پڑھی یہانتک کہ آپ اس آیت پر پہونچے۔ فان اعرضوا فقل انذرتکم صعقۃ مثل صعقۃ عاد وثمود۔ اسکے بعد پھر آپ تبلیغ مین لگے رہے اور کفار ایذا دینے اور سب وشتم مین لگے رہے پھر ایکدفعہ قریش کی ایک بڑی مجلس کرکے آپکو بلایا گیا۔ آپنے سمجھا شاید قریش اب قبول کرنیکے لیے تیار ہوئے ہین اور آپ بڑی جلدی آئے۔ مگر پھر انہون نے وہی باتین پیش کین جو پہلے پیش کرچکے تھے۔ آپنے فرمایا۔ "مین مجنون نہین جیسا تم کہتے ہو۔ نہ ہی مین اسلیئے آیا ہون کہ مال یا بزرگی یا حکومت کی خواہش کرون مجھے تو خدا تعالے نے تمہاری طرف رسول کرکے بھیجا ہے اور مجھ پر کتاب نازل فرمائی ہے اور مجھے یہ حکم دیا ہے کہ مین تمہین خوشخبری پہونچاؤن (اگر تم ایمان لاؤ) اور آنیوالے عذاب سے ڈراؤن (اگر تم انکار کرو) اور مینے اپنے پروردگار کے پیغام تم تک پہونچا دیئے ہین اور تمہین نیکی کی راہ پر چلنے کی نصیحت کی ہے۔ اگر تم قبول کرلو اس چیز کو جو مین لایا ہون تو دنیا اور آخرت مین تمہاری خوش قسمتی کا موجب ہوگا اور اگر رد کردو تو مین تمہاری ایذا رسانی پر صبر کرونگا یہانتک کہ اللہ تعالے میرے اور تمہارے درمیان کھلا کھلا

آخر قریش نے ابو طالب کیطرف رجوع کیا اور بڑے بڑے آدمی جمع ہوکر اسکے پاس گئے اور کہا کہ "تمہارا بھتیجا ہمارے معبودون کو برا بھلا کہتا ہے اور ہمارے آبا و اجداد کو غلط راہ پر بتاتا ہے یا تو تم اسکو روک دو۔ یا تم اس جھگڑے سے الگ ہو تاکہ ہم اسکا قصہ تمام کردین کیونکہ تم بھی مذہب مین اسکے مخالف ہی ہو جیسا کہ ہم ہین"۔ ابو طالب نے بہت نرمی سے انکو جواب دیکر ٹالدیا۔ اور وہ واپس چلے گئے۔ تھوڑے دنون بعد پھر قریش کے عظیم الشان آدمی جمع ہوکر ابو طالب کے پاس پہونچے اور کہا "اے ابو طالب بیشک تو ہمارے درمیان سردار اور بزرگ اور بڑے مرتبہ والا ہے۔ ہمنے پہلے بھی تمہین کہا تھا کہ تم اپنے بھتیجے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو اس کام سے روکدو مگر تمنے کچھ نہین کیا اور ہم اس بات پر صبر نہین کرسکتے کہ ہمارے معبودونکی ہمارے سامنے مذمت کیجاوے۔ بس یا تو تم اسکو روکدو اور یا تم اسکا ساتھ چھوڑ دو۔ اور ہم اسکے ساتھ لڑین یہانتک کہ دونون فریقون مین سے ایک ہلاک ہو جاوے۔" یہ کہکر وہ چلے گئے۔ ابو طالب پر دونون باتین شاق تھین نہ وہ قریش

کو ہی چھوڑ سکتا تھا اور نہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ہی۔ آخر اس نے نبی کریم کو بلایا اور آپکو سمجھایا کہ قوم کیا کہتی ہے اور کیا چاہتی ہے آپنے سمجھا کہ شاید اب ابو طالب ہمارا ساتھ چھوڑنا چاہتا ہے اور ہماری مدد کرنیسے عاجز ہے۔ یہ وہ وقت تھا کہ اگر آپکے دلمین ضعف کا کوئی خیال بھی ہوتا تو اسوقت آپ تبلیغ کے کام سے رک جاتے کیونکہ آپ بخوبی سمجھ سکتے تھے کہ ابو طالب کے بعد پھر دنیا مین کوئی بھی آپکا موافق نہین ہوگا۔ اور کل کی کل قوم دشمن ہی دشمن ہوگی۔ مگر آپنے اسوقت وہ جواب دیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپکا قلب اس تیقن سے بھرا ہوا تھا جو بغیر وحی الہی کے حاصل نہین ہو سکتا۔ عاجز انسان کا یہ کام نہ تھا کہ ایسے وقت مین ایسا حوصلہ دکھاتا۔ آپنے فرمایا "اے چچا اگر وہ سورج کو میرے دائین ہاتھ اور چاند کو میرے بائین رکھدین اور یہ چاہین کہ مین حق کی تبلیغ کو چھوڑ دون تو مین ہرگز نہین چھوڑونگا۔ بلکہ یہ کام کرتا رہونگا۔ یہانتک کہ اللہ تعالےٰ اس دین کو غالب کردے یا مین ہلاک ہو جاؤن" اس جوابنے ابو طالب کو حیران کردیا اور درحقیقت یہ جواب ایسا ہے کہ ہر ایک آدمی جو کچھ بھی خدا ترسی کو دل مین جگہ دیکر سوچے گا۔ اسے قایل ہونا پڑے گا کہ یہ لفظ انسان عاجز کے نہین اور نہ ہی یہ قوت انسانی ضعف کے سرچشمہ سے پیدا ہو سکتی ہے بلکہ ایسی قوت صرف اللہ تعالےٰ سے ہی حاصل ہو سکتی ہے! اس قوت اور شجاعت کی نظیر کسی نبی مین ملنی مشکل ہے۔ کاش پادری سیل صاحب مسیح کے سوانح مین کوئی اسکی نظیر نکالکر دکھاوین +

باوجودیکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اسقدر دکھ اور تکلیفین دیجاتی تھین آپکو اس سے نہ چندان غم تھا اور نہ رنج کیونکہ آپ جانتے تھے کہ آپ کی ان چند روزہ تکالیف پر دنیا کی نجات موقوف ہے اور اسیلیے آپ خوشی سے سب تکلیفونکو برداشت کرتے تھے لیکن بڑا دکھ آپکو اپنے صحابہ کی تکالیف سے پہنچتا تھا جنکو آپکی آنکھونکے سامنے طرح طرح کے دکھ دیے جاتے تھے اور بڑی بڑی اذیتین دیکر ہلاک کیا جاتا تھا۔ ان بیرحمیون کی جو صحابہ پر کیجاتی تھین کوئی حد نہ رہی تھی۔ عورتون پر جو ظلم کیے جاتے تھے وہ پرلے درجہ کے وحشیانہ تھے جنکے ذکر سے بھی جسم کے رونگٹے کھڑے ہوتے ہین۔ جو لوگ مسلمانون مین سے وجاہت نہ رکھتے تھے انکو جلتی ہوئی ریت اور پتھرون پر دوپہر کے وقت ڈالکر اوپر سے کوڑے لگائے جاتے تھے یہ ظلم اس قسم کے تھے کہ ایک اجنبی کا دل بھی پگھل کر نرم ہو جاتا ہے اور یہ سب ظلم اس رحیم و کریم انسان کو جو اپنے صحابہ کو اس سے زیادہ پیار کرتا تھا جو دنیا کے لوگ اپنے بیٹون بیٹیونسے کرتے ہین اپنی آنکھونسے دیکھنے پڑتے تھے۔ ہر ایک آدمی یہ سمجھ سکتا ہے کہ ایسے اوقات مین آپکے پاک قلب کی کیا حالت ہوتی ہوئی اور کسقدر پہاڑ غمونکے آپکے اوپر ٹوٹتے ہونگے۔ خصوصاً اس صورت مین جب آپ یہ بھی دیکھتے ہونگے کہ ان معصومونکی آپ کسی طرح بھی مدد نہین کرسکتے۔ آخر انہی مصایب کو دیکھ دیکھ کر اور برداشت سے باہر پاکر

آپنے اپنے صحابہ کو ہجرت کا حکم دیا اور خود دشمنوں کے اندر اکیلے رہنا پسند کیا مگر اپنے ساتھیوں پر جو ظلم ہوتے تھے انکو برداشت نہ کر سکے حالانکہ آپ یہ بھی جانتے تھے کہ صحابہ کی ہجرت سے مخالفت کا کل زور آپکے خلاف ہو جائیگا۔ مگر آپکے قلب نے جسکے رحم اور کرم کا کوئی اندازہ نہین لگا سکتا اپنی تنہائی اور سب مصایب کو برداشت کرنا اختیار کیا مگر یہ پسند نہ کیا کہ ان لوگون کو جنہون نے سب کچھ چھوڑکر آپکو قبول کیا تھا دکھ پہونچتا رہے۔

ناظرین سمجھتے ہونگے کہ مینے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تکلیفون اور غمونکو تفصیل کے ساتھ بیان کر دیا ہے مگر سچ بات یہ ہے کہ سب سے بڑا غم جس غم کے مقابلہ پر تمام اذیتین اور تکلیفین جو کفار کی طرف سے پہنچتی تھین ہیچ تھین اس کا مینے ابھی تک ذکر نہین کیا جہان ان تمام تکالیف کا ذکر قرآن کریم نے یہی کہکر کیا ہے کہ صبر کرتے رہو اور ان سب تکالیف کو اٹھاتے رہو اس غم کا ذکر کلام الہی مین یون فرمایا ہے۔ لعلک باخع نفسک الا یکونوا مومنین ان نشاء ننزل علیہم من السماء آیۃ فظلت اعناقہم لہا خاضعین وما یاتیہم من ذکر من الرحمن محدث الا کانوا عنہ معرضین فقد کذبوا فسیاتیہم انبؤا ما کانوا بہ یستہزؤن (الشعراء - ۳ - ۶) اے پیغمبر کیا تم اپنی جان کو اس غم سے ہلاک کر ڈالوگے کہ یہ لوگ ایمان کیون نہین لاتے۔ ہم چاہین تو ان لوگون پر آسمان سے ایک زبردست نشان اتارین اور انکی گردنین اس کے آگے جھک جائین (مگر ہمیشہ ایسا ہی ہوتا رہا ہے) کہ جب کبھی خدائے رحمن کیطرف سے انکے پاس نصیحت کی کوئی نئی بات آتی ہے تو وہ اس سے منہ پھیرتے ہین اب کفار مکہ نے جھٹلایا ہے پس عنقریب اس عذاب کی حقیقت انکو معلوم ہو جائے گی جسکی ہنسی اڑایا کرتے تھے +

ان آیات مین اول اللہ تعالے نے یہ بیان فرمایا ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو کسقدر غم ہے کہ کفار آپ پر ایمان نہین لاتے اور خدائے واحد کی پرستش نہین کرتے۔ اللہ تعالے فرماتا ہے کہ یہ غم اسقدر بڑا ہے کہ وہ اولوالعزم رسول جس نے کفار کی طرح طرح کی اذیتون اور تکلیفونکو بڑے صبر سے برداشت کیا ہے وہ اس غم سے ہلاک ہو جانیکو تیار ہے اگر اللہ تعالی کیطرف سے اسے یہ تسلی نہ ملتی رہے کہ آخرکار وہ سب ہدایت کو قبول کرلینگے۔ چنانچہ اس غم کو بیان کرنیکے ساتھ ہی اگلی آیت مین فرمایا ہے کہ جب مشیت الہی ہوگی تو وہ زبردست نشان انپر اتارا جاوے گا جسکے آگے ان سب کی متکبر گردنین جھک جاوینگی اور فرمایا مگر سنت اللہ یونہی چلی آئی ہے کہ پہلے پہل یہ لوگ خدا کے مرسلونکی تکذیب اور انسے استہزا کرتے ہین۔ پھر جب انکی تکذیب اور استہزا خدا کے نزدیک قابل گرفت ہو جاتی ہے تو انپر عذاب نازل کیا جاتا ہے۔ اب چونکہ قریش بھی تکذیب کر چکے ہین پس تسلی رکھو کہ وہ وقت عنقریب آئیگا جب انپر بھی وہ نشان اتارا جاویگا کہ یہ لوگ

سب تمہارے مطیع ہو جاوینگے اور دین حق کو قبول کر لینگے ۔ چنانچہ مدت بعد ایسا ہی ہوا جب فتح مکہ کے نشان سے جسکا وعدہ مدت سے کفار کو دیا جاتا تھا یہ عظیم الشان نشان پورا ہوا جسکو دیکھ کر انکے دلوں مین یقین ہو گیا کہ بیشک خدا تعالے کا طاقتور ہاتھ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی مدد کر رہا ہے اور وہ سب سچے دل سے مسلمان ہو گئے ۔ اسی غم کا ذکر ایک دوسری جگہ بھی قرآن کریم نے کیا ہے جہان فرمایا ہے فلعلک باخع نفسک علی آثارہم ان لم یومنوا بھذا الحدیث اسفا (الکہف - ۶) اگر یہ لوگ قرآن کریم پر ایمان نہین لاتے تو کیا تم افسوس کے مارے انکے پیچھے اپنی جان کو ہلاک کر ڈالو گے ۔

نہ صرف ان آیات سے ہی یہ معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو کسقدر یہ غم گھلا رہا تھا کہ قریش بت پرستی اور بدی کی راہ کو کیون نہین چھوڑتے بلکہ آپکی زندگی کا اگر غور سے مطالعہ کیا جائے تو اس سے اسی غم کا عملی ثبوت ملتا ہے ۔ سخت سے سخت دکھ پہنچائے جانے پر بھی یہی دعا جناب باری مین آپکی تھی کہ اے میرے خدا میری قوم کو بخش کیونکہ وہ نادانی سے یہ کام کر رہے ہین ۔ ساری ساری رات آپ اللہ تعالے کے حضور کھڑے رہتے اور رو رو کر قوم کی اصلاح کیلیے دعائین مانگتے رہتے ۔ قرآن کریم کے متعدد مقامات سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ آپکے دل مین اسقدر تڑپ قوم کی اصلاح کی تھی کہ جب لوگ رات کو آرام کرتے تو آپ دن کے تھکے ماندے اٹھکر دعاؤن مین لگ جاتے ۔ اللہ تعالے کی محبت اور مخلوق کی ہمدردی ہی تھی جو رات کو آپکو سونے نہ دیتی تھی اور یہی وجہ تھی کہ آپ تنہا رات کو اٹھکر جنگلون اور بیابانون مین چلے جاتے اور رو رو کر دعائین کرتے نہ درندون اور جنگلی جانورون سے خوف کرتے اور نہ ہی دشمنون سے جو ہر وقت تاک مین لگے رہتے تھے کہ موقعہ ملے تو آپکو مار ڈالین ۔ سوچو کہ یہ کیا تڑپ آپکے دل مین تھی ہر ایک شخص اپنے نفس کو ٹٹولے کہ اسکے دل مین کسقدر ہمدردی مخلوق ہے اور وہ مخلوق کیلیے کیا کیا کرتا ہے ! اسموقعہ پر چند شعر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نقل کرتا ہون جو آپ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اپنے عشق کا اظہار کرتے ہوئے لکھے ہین ۔

کس چہ میداند کزان نالہا باشد خبر ۔۔۔ کان شفیعے کرد از بہر جہان در کنج غار
من نمیدانم چہ دردے بود و اندوہ و غمے ۔۔۔ کاندران غارے درآورد ش حزین و دلفگار
نے ز تاریکی توحش نے ز تنہائی ہراس ۔۔۔ نے ز مردن غم نہ خوف کژدم و نے بیم مار
کشتہ قوم و فدائے خلق و قربان جہان ۔۔۔ نے بجسم خویش میلش نے بنفس خویش کار
نعرہا پر درد میزد از پئے خلق خدا ۔۔۔ شد تضرع کار او پیش خدا لیل و نہار
سخت شورے بر فلک افتاد زان عجز و دعا ۔۔۔ قدسیان را نیز شد چشم از غم آن اشکبار

یا نبی اللہ توئی خورشید رہ ہائے ہدےٰ
یا نبی اللہ لب تو چشمہ جان پرور است

بے تو نارد رد براہے عارف پرہیزگار
یا نبی اللہ توئی در راہ حق آموزگار

جسقدر دعائین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مخلوق کی بہتری کیلیے کین اسکی کوئی نظیر نہین ملتی جب ہم حضرت مسیح کی زندگی کے واقعات کو اناجیل سے پڑھتے ہین تو صرف اسیقدر معلوم ہوتا ہے کہ گرفتاری سے پہلی رات آپ ساری رات دعائین کرتے رہے اور کوئی آپکے رات کو اٹھنے اور دعائین کرنیکا ذکر انجیل مین نہین ہے۔ مگر یہ ایک رات کی دعا حضرت مسیح کی بھی اپنے بچاؤ کیلیئے تھی کہ اے خدا تو موت کے پیالے کو ٹالدے برخلاف اسکے ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی مین کم از کم تیئیس سال کا ثبوت اس امر کا ملتا ہے کہ آپ ساری ساری رات یا آدھی آدھی رات دعاؤن مین لگے رہتے اور یہ دعائین آپکی اپنے نفس کیلیئے نہ تھین۔ بلکہ مخلوق کی بہتری کیلیے۔ پس جس قدر بڑی آپکی دعائین تھین اسیقدر عظیم الشان تبدیلی آپکی قوت قدسی سے ظہور پذیر ہوئی۔ غور کا مقام ہے کہ قریش تو دن رات آپکی ایذا کے درپے ہین۔ اور وہ رحیم و کریم انسان دن رات انہین کیلیے تڑپ تڑپ کر اور بڑے سوز وگداز سے دعائین کر رہا ہے جھوٹا ہے جو کہتا ہے کہ اس انسان سے بڑھکر بھی کسی کے دل مین مخلوق کی خیرخواہی تھی۔

اسقدر اقرار تو میور نے بھی کیا ہے کہ بائیبل کی تاریخ کے سوا اور کہین تاریخ مین اس استقامت اور صبر کا نمونہ نہین ملتا جو ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے دکھایا۔ مگر تعجب یہ ہے کہ بائیبل سے بھی کوئی نظیر نکالکر نہین دکھائی جاتی۔ بائیبل مین دشمنونکی تکلیف اور ایذا دہی کا بڑا برداشت کرنیوالا الیاہ نبی ہے مگر اسکی بابت یہ لکھا ہے کہ اسنے خود ان تکالیف سے تنگ آکر آخر جناب الہی مین موت کی درخواست کی عیسائیونکے نزدیک الیاس سے بڑھکر مسیح ہے مگر افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ مسیح کے الفاظ "ایلی ایلی لما سبقتنی" خدا پر مضبوط ایمان اور استقامت کا عمدہ نمونہ ظاہر نہین کرتے اس سے بہت بڑھکر تکالیف آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ہوئین اور تیرہ برس تک چارو نطرف سے ناکامیونکا سمان ہی دکھائی دیتا تھا مگر اسوقت بھی اس کامل الایمان انسان کے منہ سے دشمنونکے لیے یہی للکار نکلی کہ فکیدونی جمیعا ثم لا تنظرون۔ کہ تم سب اکٹھے ہو کر میرے خلاف جسقدر داؤ کر سکتے ہو کر دو اور خبردار ہو جاؤ کہ اگر تمہاری طاقت مین ہے تو تم مجھے ایک لمحہ کی مہلت بھی نہ دو۔ در اپنی کامیابی اور فتح پر خدا کی وحی کی بنا پر ایسا ایمان کہ جب اکیلے دشمنونکے محاصرے مین تھے اسوقت بھی آپکا ایمان ایسا ہی مضبوط اور غیر متزلزل رہا کہ گویا آپ اپنی آنکھوں سے کامیابی کو دیکھ رہے تھے۔ مین پھر عیسائی صاحبان کیخدمت مین یہ درخواست کرتا ہون کہ واقعات حقہ کی بنا پر کسی امر مین ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا حضرت مسیح سے مقابلہ کرین تو انکو قایل ہونا

پڑے گا کہ فضیلت ایک ہی کیلیے ہے اور وہ ہے محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلمؐ

(باقی آیندہ)

کیا کلیسیا کے عہدیدار بائبل کی حقانیت پر بحث کرسکتے ہین؟

بعض دلچسپ مذہبی سوالات پر آجکل عام طور پر انگریزی اخبارون مین بحث ہورہی ہے۔ تھوڑا عرصہ ہوا لندن کے مشہور اخبار ڈیلی ٹیلیگراف مین ایک بحث اس مضمون پر چھڑی تھی کہ عیسائی دنیا کا ایمان کا دعوےٰ کس حد تک درست ہے اسکے متعلق ہزارون چٹھیان اخبار مذکور مین کئی ماہ تک شایع ہوتی رہین آجکل اخبار ڈیلی میل مین یہ مضمون زیر بحث ہے کہ آیا پادریون اور کلیسیا کے عہدیدارونکو یہ حق پہونچتا ہے کہ وہ بائبل کے کلام الٰہی ہونے پر بحث کرین اس خط وکتابت کے متعلق جو اس سوال کے جواب مین چھپ رہی ہے اخبار سول اینڈ ملٹری گزٹ لاہور ۲۔ ستمبر کے پرچے مین لکھتا ہے۔

"بعض کلیسیا کے عہدیدار یہ کہنے کی جرات کرتے ہین کہ بیشک بائبل کو زیر بحث لانا انکا کام ہے۔ بالمقابل وہ لوگ ہین جو اس خیال سے مجنونونکی طرح ہورہے ہین کہ خود کلیسیا کے عہدیدار ہی اس کفر کے کام کو شروع کرین۔ مگر زیدہ تر غضب اس بات پر عام لوگونکو آرہا ہے۔ وہ کہتے ہین کہ کلیسیا کے عہدیدار اپنے عہدونپر مامور ہونیسے پہلے جو قسم اٹھاتے ہین اور جسمین وہ یہ اقرار کرتے ہین کہ ہم سچے دل سے نئے اور پرانے عہدنامے کی تمام کتابونپر ایمان لاتے ہین۔ یہ قسم انکو اس بات سے روکتی ہے کہ وہ ان کتابونکے ایک حرف پر بھی سوال کرین۔ انہی تحریرونمین کہین کہین جو اتفاقی ذکر آگیا ہے تو اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ کلیسیا کے بڑے بڑے معزز عہدیدارونکی ایک بڑی تعداد ایسی ہے جو اس بات پر زور دے رہے ہین کہ بائبل کے معنے کرنے مین بہت آزادی سے کام لینا چاہیئے چنانچہ کینن ہنسن نے کہا ہے کہ بائبل سے جو شہادت مسیح کے جسمانی طور پر دوبارہ جی اٹھنے کی معلوم ہوتی ہے وہ بالکل فضول اور نکمی ہے۔ ایک بہت بڑا فاضل ڈاکٹر سینڈے اس بات سے انکار کرتا ہے کہ مسیح کی آزمائش کے جو واقعات انجیل مین درج ہین وہ تاریخی طور پر صحیح بھی ہین۔ برمنگھم کا بشپ کہتا ہے کہ اس بات پر ایمان لانا ضروری نہین کہ مسیح کنواری سے پیدا ہوا۔ وچسٹر کالاٹ پادری کہتا ہے کہ حواریونکے متعلق جو زبانون والا قصہ مشہور ہے اسکی صحت مین بہت بھاری شکوک ہین۔ اس سے بھی بڑھکر

برنگھم کا بشپ یہ کہتا ہے کہ الہام الٰہی میں پیشگوئی کی غلطی واقع ہو سکتی ہے"۔
ان لوگوں کے درمیان جو کہتے ہیں کہ پادریوں اور کلیسیا کے عہدیداروں کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ بائبل پر نکتہ چینی کریں۔ بشپ ولڈن ہے جو کسی زمانہ میں کلکتہ کا لاٹ پادری تھا جو کہتا ہے کہ اس قسم کے حملے جیسے مثلاً انسکلوپیڈیا ببلیکا میں کئے گئے ہیں گویا مسیح کی خدائی سے انکار ہے۔ ایسا ہی ایک اور مشہور پادری صاحب ہیں جو کہتے ہیں کہ ان حملوں کو جو بائبل پر کئے جاتے ہیں برہمن پروہت۔ مسلمان علماء اور بدھوں کے لامے بڑے شوق سے دیکھ رہے ہیں کہ ہمارے اپنے عہدیدار کس طرح اپنے ہی مذہب کو اپنے ہی ہاتھوں سے تباہ کر رہے ہیں۔
مَیں بھی کہتا ہوں کہ واقعی عیسائی مذہب کے زوال کی یہ عظیم الشان خوشخبری ہے۔ کہ خود وہی لوگ جنکا فرض یہ ہے کہ وہ اس کی حمایت کریں اسکی بیخکنی کے درپے ہیں۔ اور یہ جو کہا جاتا ہے کہ کلیسیا کے عہدیدار یہ قسم کھا چکے ہیں کہ وہ مروج عقائد کے خلاف کوئی حرف مُنہ سے نہ نکالیں گے اسکا جواب یہ ہے کہ اس معاہدہ کے وقت انکو صحیح حالات عیسائی مذہب کے معلوم نہ تھے پس انکا حق ہے کہ جب اصل واقعات معلوم ہو تو معاہدہ کو فسخ سمجھیں۔

رؤیا و الہامات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

۳۔ اگست ۱۹۰۶ء۔ رؤیا میں دیکھا۔ کہ ایک لفافہ ہے۔ جس میں کچھ پیسے ہیں۔ کچھ پیسے اسمیں سے نکلکر باہر سامنے بھی پڑے ہیں۔ اسکے بعد الہام ہوا "تیرے لئے میرا نام چمکا"۔ فرمایا۔ اس الہام سے پہلے اگرچہ خواب میں پیسے دیکھے گئے۔ جو کسی جھگڑے یا غم پر دلالت کرتے ہیں۔ مگر وحی الٰہی صریح لفظوں میں دلالت کرتی ہے۔ کہ اسکے بعد کوئی نشان ظاہر ہوگا۔ جسکے ذریعہ سے خدا تعالیٰ اپنے نام اور اپنی ہستی کو لوگوں پر ظاہر کرے گا۔
۲۰۔ اگست ۱۹۰۶ء۔ فرّاغ عیسٰی و من معہ۔
۲۲۔ اگست ۱۹۰۶ء۔ چند آدمی سامنے ہیں ایک چادر میں کوئی شے ہے ایک شخص نے کہا کہ یہ آپکے لیئے ہے میں نے دیکھا تو اسمیں چند مرغ ہیں اور ایک بکرا ہے میں ان مرغوں کو اٹھا کر اور سر سے اونچا کر کے لیچلا۔ تاکہ کوئی بلی وغیرہ نہ پڑے راستہ میں ایک بلی ملی جسکے مُنہ میں کوئی شئے مثل چوہا ہے مگر اس بلی نے اسطرف توجہ نہیں کی اور میں ان مرغوں کو محفوظ لیکر گھر پہنچ گیا۔
۲۳۔ اگست ۱۹۰۶ء۔ پہاڑ گرا۔ اور زلزلہ آیا۔

۲۲۔ اگست ۱۹۰۵ء۔ رؤیا۔ دیکھا کہ میں ایک جگہ کھڑا ہوں۔ آگے ایک پردہ ہے۔ پردہ کے پیچھے سے آواز آئی "تو جانتا ہے۔ میں کون ہوں۔ میں خدا ہوں جس کو چاہتا ہوں عزت دیتا ہوں جس کو چاہتا ہوں ذلت دیتا ہوں"

۲۶۔ اگست ۱۹۰۵ء۔ دیکھا کہ ایک شخص سامنے کھڑا ہے اس نے نہایت زور کے ساتھ قلم چلایا جیسا کہ کوئی دیاسلائی رگڑتا ہے اور اسکے قلم کے لکھنے کی آواز بھی آئی اس نے لکھا شَاهَتِ الْوُجُوه فرمایا اسکے معنے ہیں دشمنوں کے منہ کالے ہو گئے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالے کسی عظیم الشان نشان کے ذریعہ سے دشمنوں کو روسیاہ کرنا چاہتا ہے۔

۳۰۔ اگست ۱۹۰۵ء۔ مولوی عبدالکریم صاحب کی گردن کے نیچے پشت پر کاربنکل ہو گیا جسکو چیرا دیا گیا اور چونکہ قریب ایکسال سے حضرت مولٰنا مخدوم مرض ذیابیطس میں مبتلا تھے کاربنکل کیحالت بہت ہی نازک ہو گئی فرمایا میںنے انکے واسطے رات دعا کی تھی۔ رؤیا میں دیکھا کہ "مولوی نورالدین صاحب ایک کپڑا اوڑھے بیٹھے ہیں اور رو رہے ہیں" فرمایا۔ ہمارا تجربہ ہے کہ خواب کے اندر رونا اچھا ہوتا ہے اور میری رائے میں ایک طبیب کا رونا مولوی صاحب کی صحت ہے

۳۰۔ اگست ۱۹۰۵ء (۱) رؤیا دیکھا کہ میرے ہاتھ میں چابیاں ہیں ایک صندوق کھولنے کا ارادہ ہے فرمایا اسمیں اشارہ حل مشکلات کیطرف ہے۔

۳۱۔ اگست ″۔ نماز پڑھ رہے تھے اور سورہ فاتحہ کے بعد سورہ والعصر پڑھنا تھا اتنے میں غنودگی ہو کر سورہ والعصر کی جگہ بڑے زور سے زبان پر یہ سورۃ بطور الہام جاری ہوئی۔ اذا جاء نصر اللہ والفتح

نصف رات سے فجر تک مولوی عبدالکریم صاحب کیلیے دعا کی گئی۔ صبح کے بعد جب سویا۔ تو یہ خواب آئی۔

میںنے دیکھا کہ عبداللہ سنوری میرے پاس آیا ہے اور وہ ایک کاغذ پیش کر کے کہتا ہے کہ اس کاغذ پر میںنے حاکم سے دستخط کرانا ہے اور جلدی جانا ہے۔ میری عورت سخت بیمار ہے اور کوئی مجھے پوچھتا نہیں دستخط نہیں ہوتے۔ اسوقت میںنے عبداللہ کے چہرہ کیطرف دیکھا تو زرد رنگ اور سخت گھبراہٹ اسکے چہرہ پر ٹپک رہی ہے۔ میںنے اسکو کہا کہ یہ لوگ روکھے ہوتے ہیں کسی کی سپارش مانیں اور نہ کسی کی شفاعت میں تیرا کاغذ لیجاتا ہوں۔ آگے جب کاغذ لیکر گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک شخص مٹھن لال نام جو کسی زمانہ میں بٹالہ میں اکسٹرا اسسٹنٹ تھا کرسی پر بیٹھا ہوا کچھ کام کر رہا ہے۔ اور ارد گرد اسکے عملہ کے لوگ ہیں میںنے جا کر کاغذ اسکو دیا اور کہا کہ یہ ایک میرا دوست ہے اور پرانا دوست ہے اور واقف ہے اسپر دستخط کر دو۔ اسنے بلا تامل اسیوقت لیکر دستخط کر دیئے۔ پھر میںنے واپس آکر وہ کاغذ ایک شخص کو دیا اور کہا خبردار ہوش سے پکڑو ابھی دستخط کیلیے ہیں اور پوچھا کہ عبداللہ کہاں ہے انہوں نے کہا کہ کہیں باہر گیا ہے بعد اسکے آنکھ کھل گئی اور ساتھ ہی پھر غنودگی کی حالت ہو گئی تب میںنے دیکھا کہ اسوقت میں کہتا ہوں۔ مقبول کو بلاؤ اسکے کاغذ پر دستخط ہو گئے ہیں۔ یہ جو مٹھن لال دیکھا گیا ہے۔ ملائک طرح طرح کے تمثلات اختیار کر لیا کرتے ہیں مٹھن لال سے

مراد ایک فرشتہ تھا۔ سنوری سے یہ مراد ہے سنور عربی میں بلی کو کہتے ہیں اور تعبیر کی رو سے بلی ایک بیماری کا نمونہ ہے

۲۳-اگست ۱۹۰۵ء- رؤیا- دیکھا کہ مَیں ایک جگہ کھڑا ہوں۔ آگے ایک پردہ ہے۔ پردہ کے پیچھے سے آواز آئی۔ **"تو جانتا ہی ہَیں کون ہوں۔ مَیں خدا ہوں جس کو چاہتا ہوں عزت دیتا ہوں جس کو چاہتا ہوں ذلّت دیتا ہوں"**

۲۶-اگست ۱۹۰۵ء- دیکھا کہ ایک شخص سامنے کھڑا ہے اُسنے نہایت زور کے ساتھ قلم چلایا۔ جیسا کہ کوئی دیا سلائی رگڑتا ہے اور اس کے قلم کے لکھنے کی آواز بھی آئی۔ اُس نے لکھا۔ شاھت الوجوہ۔ فرمایا۔ اسکے معنے ہیں۔ دشمنوں کے منہ کالے ہو گئے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی عظیم الشان نشان کے ذریعہ سے دشمنوں کو رُوسیاہ کرنا چاہتا ہے۔

۳۰-اگست ۱۹۰۵ء- مولوی عبدالکریم صاحب کی گردن کے نیچے پُشت پر کاربنکل ہو گیا۔ جسکو چیرا دیا گیا اور چونکہ قریبًا ایک سال سے حضرت مولانا مخدوم مرض ذیابیطس میں مبتلا تھے۔ کاربنکل کی حالت بہت ہی نازک ہو گئی۔ فرمایا۔ مَیں نے انکے واسطے رات دُعا کی تھی۔ رؤیا میں دیکھا۔ کہ "مولوی نور الدین صاحب ایک کپڑا اوڑھے بیٹھے ہیں۔ اور رو رہے ہیں" فرمایا۔ ہمارا تجربہ ہے۔ کہ خواب کے اندر رونا اچھا ہوتا ہے۔ اور میری رائے میں طبیب کا رونا مولوی صاحب کی صحت کی بشارت ہے۔

۳۰-اگست ۱۹۰۵ء-(۱) رؤیا دیکھا کہ میرے ہاتھ میں چابیاں ہیں ایک صندوق کھولنے کا ارادہ ہے۔ فرمایا۔ اسمیں اشارہ

۳۱-اگست ۱۹۰۵ء- نماز پڑھ رہے تھے اور سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ والعصر پڑھتا تھا۔ اتنے میں غنودگی ہو کر سورۃ والعصر کی جگہ بڑے زور سے زبان پر یہ سورۃ بطور الہام جاری ہوئی **اذا جاء نصر اللّٰہ والفتح**۔

نصف رات سے فجر تک مولوی عبدالکریم صاحب کیلئے دعا کی گئی۔ صبح کے بعد جب سویا۔ تو یہ خواب آئی

مَینے دیکھا کہ عبداللہ سنوری میرے پاس آیا ہے اور وہ ایک کاغذ پیش کرکے کہتا ہے کہ اس کاغذ پر مَینے حاکم سے دستخط کرانا ہے اور جلدی جانا ہے۔ میری عورت سخت بیمار ہے۔ اور کوئی مجھے پوچھتا نہیں دستخط نہیں ہوتے اسوقت مَینے عبداللہ کے چہرہ کی طرف دیکھا تو زرد رنگ اور سخت گھبراہٹ اسکے چہرہ پر ٹپک رہی ہے۔ مَینے اسکو کہا کہ یہ لوگ روکھے ہوتے ہیں نہ کسی کی سپارش مانیں اور نہ کسی کی شفاعت۔ میں تیرا کاغذ لیجاتا ہوں۔ آگے جب کاغذ لیکر گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک شخص مٹھن لال نام جو کسی زمانہ میں بٹالہ میں اکسٹرا اسسٹنٹ تھا کرسی پر بیٹھا ہوا کچھ کام کر رہا ہے۔ اور گرد اس کے عملہ کے لوگ ہیں مَینے جاکر کاغذ اسکو دیا اور کہا کہ یہ ایک میرا دوست ہے اور پرانا دوست ہے اور واقف ہے اسپر دستخط کر دو۔ اسنے بلاتامل اُسی وقت لیکر دستخط کر دیئے۔ پھر مَینے واپس آکر وہ کاغذ ایک شخص کو دیا اور کہا خبردار ہوش سے پکڑو۔ ابھی دستخط کیلئے ہیں اور پوچھا کہ عبداللہ کہاں ہے انہوں نے کہا کہ کہیں باہر گیا ہے۔ بعد اسکے آنکھ کھل گئی اور ساتھ پھر غنودگی کی حالت ہو گئی تب مَینے دیکھا کہ اسوقت میں کہتا ہوں۔ مقبول کو بلاؤ اس کے کاغذ پر دستخط ہو گئے ہیں ہو بہو جو مٹھن لال دیکھا گیا ہے۔ ملائک طرح طرح کے تمثلات اختیار کر لیا کرتے ہیں۔ مٹھن لال سے مراد ایک فرشتہ تھا سنوری سے یہ مراد ہے کہ سنوری لیکن

کچھ نہیں ہوتا۔ ۳۱-اگست ۱۹۰۵ء- بعد از ظہر الہام ہوا- اذا زلزلت الساعۃ

۲ ستمبر ۱۹۰۵ء سینتالیس سال کی عمر۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ اس سے دوسرے دن ۳ ستمبر ۱۹۰۵ء کو ایک شخص کا خط آیا جسمیں اپنی بدکاریوں اور غفلتوں پر نہایت افسوس کی تحریر کر کے لکھا کہ اب میری عمر سینتالیس سال کی ہے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ فرمایا کئی دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ جو خط باہر سے آنیوالا ہوتا ہے اس کے مضمون سے پہلے ہی سے اطلاع دیجاتی ہے۔ ۴ ستمبر ۱۹۰۵ء مَاکَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تَمُوْتَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰہِ۔ ۷ ستمبر ۱۹۰۵ء ایک کاغذ دکھایا گیا جیسا کہ منی آرڈر کا فارم ہوتا ہے اور سامنے اسکے پاس روپئے رکھے ہوئے ہیں (اس شفقت کے تھوڑے دنوں بعد پندرہ روپیہ کا ایک منی آرڈر آیا) ۲۔ ایک کاغذ دکھائی دیا اسپر لکھا ہوا تھا "آتش فشاں"۔ ۳۔ پھر ایک کاغذ دکھائی دیا اسپر لکھا تھا "بامراد"۔ ۵ پھر ایک کاغذ دکھائی دیا اسپر لکھا تھا "ردّ بلا"۔ ۷ ستمبر ۱۹۰۵ء قُلْ طَہِّرْ وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ۔ ۸ ستمبر ۱۹۰۵ء (۱) "کفن میں لپیٹا گیا" (۲) اِذَا جَاءَ اَفْوَاجٌ وَسَمٌّ مِّنَ السَّمَاءِ (۳) اِنَّ الْمَنَایَا لَا تَطِیْشُ سِہَامُہَا ترجمہ موت کا تیر خطا نہیں جاتا۔

حضرت مولوی عبد الکریم صاحب کی بیماری کا ذکر کرتے ہوئے ۹ ستمبر کو فرمایا کہ مجھے بہت ہی فکر تھا کہ بعض الہامات ان میں وحشت ناک ہیں۔ آج صبح بہت سوچنے کے بعد میرے دل میں یہ بات ڈالی گئی ہے کہ بعض وقت ترتیب کے لحاظ سے الہامات پہلے یا پیچھے ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ ان الہامات کی ترتیب خدا تعالیٰ نے میرے دل میں یہ ڈالی کہ ایسے الہامات جیسے اذا جاء افواج وسم من السماء، اور کفن میں لپیٹا گیا اور ان المنایا لا تطیش سہامہا یہ اسبات کو ظاہر کرتے ہیں کہ قضاء و قدر تو ایسی ہی تھی مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل و رحم سے ردّ بلا کر دیا۔* ۱۰ ستمبر نماز صبح کے وقت رویا۔ ایک جگہ ایک بڑی حویلی ہے اسکے آگے ایک بڑا چبوترہ ہے جسکی کرسی بہت بلند ہے اسپر مولوی عبد الکریم صاحب سفید کپڑے پہنے ہوئے دروازہ پر بیٹھے ہیں اسجگہ میں ہوں اور پانچ چار اور دوست ہیں جو ہر وقت اسی فکر میں رہتے ہیں میں نے کہا مولوی صاحب ہم آپکو آپکی صحت کی مبارکباد دیتا ہوں اور پھر میں رو پڑا اور میرے ساتھ کے دوست بھی رو پڑے مولوی صاحب بھی رو پڑے پھر میں نے کہا دعا کرو اور دعا میں تین دفعہ سورہ فاتحہ پڑھی۔ فرمایا اس خواب کے تمام اجزا مولوی صاحب کی صحت کی بشارت دیتے ہیں سورۂ فاتحہ کے پڑھنے کی تعبیر بھی یہی ہے کہ انسان کوئی ایسا امر دیکھے جو اسکو خوش کرنیوالا ہو۔ اور فرمایا جو الحمد خواب میں پڑھتا ہے اسکی دعا قبول ہوتی ہے*

۱۲ ستمبر "دو شہتیر ٹوٹ جائیں گے"۔ اس کے بعد عربی میں الہام ہوا۔ انی معین من اراد اعانتک

نوٹس

باوجود بار بار تاکید کے خریداران اس طرف توجہ نہیں کرتے کہ خط و کتابت کرتے وقت اپنے نمبر کا حوالہ بھی دیں اور پھر دفتر کیطرف سے اگر جواب میں یا تعمیل میں کچھ بھی توقف ہو تو اظہار ناراضگی کرتے ہیں۔ لہذا سب صاحبان کی خدمت میں التماس ہے کہ خط و کتابت میں اپنے نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں۔ اور اسکا آسان طریق یہ ہے کہ جب انکے پاس رسالہ پہونچے تو اس کی چٹ کو پھاڑ کر پھینکیں نہیں بلکہ اسے رسالہ کے اندر رکھ لیں اور جب کبھی خط و کتابت کی ضرورت ہو تو اس چٹ سے نمبر کا حوالہ دیدیا کریں۔

الملتمس۔ محمد علی منیجر ریویو آف ریلیجنز

* نوٹ۔ اسی دن مولوی صاحب کی پشت پر پہلے کاربنکل کے قریب ایک دوسرا کاربنکل ہو گیا جسکو چیرا گیا اور حالت پہلے سے بھی نازک ہوگئی تھی۔

* نوٹ۔ ان ایام میں کاربنکل کی حالت بہت خراب تھی کیونکہ باوجود تین دفعہ چیرا جانیکے کاربنکل بڑھ رہا تھا مگر خدا کا شکر ہے کہ اس رویا کے بعد صحت کے آثار شروع ہوگئے۔ فالحمد للہ علی ذالک۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۰۲

تشکریہ معاونین

بوجہ عدم گنجایش جولائے ۱۹۰۵ء سے پیشتر کے نام درج نہیں ہوسکے ۔ جولائی اگست میں جن احباب کی جانب سے زراعانت پہونچا یا جنھوں نے خریدار پیدا کرکے بہم پہونچائے اُن کے اسماء بقید رقم عطیہ و تعداد خریداران کے خاص شکریہ کے ساتھ درج ذیل کئے جاتے ہیں آیندہ ہر ماہ کے اعانت کنند ا و جدید خریدار پیدا کرنیوالوں کے نام دوسرے ماہ کے پرچہ میں جائز شکریہ کے ساتھ برابر درج ہوتے رہیں گے (اعانت بھیجنے والے احباب)

(۱) ایک احمدی از لدھیانہ ماہانہ (۲) جماعت لاہور (۳) میاں عبداللہ کھڑک سنگھ نمبردار (۴) ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب اسسٹنٹ سرجن لاہور (۵) ڈاکٹر سید جلال صاحب بربرا افریقہ (۶) چوہدری رستم علی صاحب انبالہ (۷) ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اسسٹنٹ سرجن پنڈی گھیپ (۸) جناب محمد صدیق ولد محمد یوسف صاحب کپورتھلہ (۹) میاں محمد حسین صاحب لائل پور (۱۰) جماعت منی پور (۱۱) سیٹھ سید موسیٰ منی پور آسام (۱۲) بابو برکت علی صاحب شملہ (۱۳) منشی عبدالعزیز صاحب متھرا (۱۴) محمد اکبر صاحب مردان (۱۵) نصراللہ خان صاحب پلیڈر سیالکوٹ (۱۶) چوہدری جلال خان صاحب ممبر جوڈیشل سیالکوٹ (بتقریب تولد فرزند کی خوشی میں دیا جو ایک نہایت تحریک کی بنیاد ہے) (۱۷) مولوی محمد صدیق صاحب حکیم صدر شاہ پور (۱۸) بابو محمد الٰہی کوہاٹ (۱۹) مرزا عیاں علی کوہاٹ (۲۰) میاں عزیز بخش تیجہ (۲۱) مولوی فضل حق صاحب پٹیالہ (۲۲) حکیم محمد عمر فیروز پور (۲۳) مولوی محمد حسین صاحب معہ برادر برم جیت پور (۲۴) جناب مصطفیٰ خان فیروز پور (۲۵) محمد ابراہیم صاحب بمبئی (۲۶) مولوی محمد عبداللہ صاحب پٹیالہ (۲۷) منشی نصراللہ خان صاحب حیران (۲۸) اسمٰعیل آدم بمبئی (۲۹) ماسٹر ہدایت اللہ صاحب جہلم باقی آیندہ (خریدار پیدا کرنے والے احباب) (۱) سید محمد علی شاہ صاحب مدرس بھیرہ ۳ (۲) حافظ محمد اسحاق صاحب احمدی قادیان ۳ (۳) منشی غلام نبی صاحب کھیوڑہ (۴) سید لعل شاہ صاحب برقعہ نوشہرہ ۲ (۵) میاں امام الدین سیکھواں ۲ (۶) مرزا یعقوب بیگ صاحب اسسٹنٹ سرجن شاہ پور ۲ (۷) ماسٹر عبدالرحیم صاحب اکونہ ۲ (۸) محمد وزیر خان صاحب پیگو ۲ (۹) محمد عجب خان صاحب تحصیلدار میران شاہ ۲ (۱۰) غلام محمد صاحب میرٹھ ۲ باقی آیندہ

حکیم فضل دین صاحب نے اپنے مطبع ضیاء الاسلام میں میگزین کے لیے چھاپا +

ضمیمہ ریویو آف ریلیجنز قادیان بابت اگست [illegible]

<table>
<tr>
<td>فرمائش میں "نئی تجویز نمبر ۲" کا حوالہ ضروری دینا چاہیئے ورنہ تعمیل ارشاد میں [illegible] کا اندیشہ ہے۔ براہ مہربانی نام اور پتہ مفصل صاف حروف میں تحریر فرمایئے</td>
<td>

نئی تجویز نمبر ۲

</td>
<td>جو صاحب کسی وجہ سے پورے سال کے خریدار بننا نہ چاہتے ہوں وہ اسی حساب سے چھ ماہ یا تین ماہ کے خریدار بھی بن سکتے ہیں۔ مگر تین ماہ سے کم کیلئے کوئی خریدار درج رجسٹر نہ کیا جائیگا +</td>
</tr>
</table>

ہمارا ہی خیال نہیں بلکہ فی الواقع بھی کسی ایسے اردو پرچے کی ضرورت بزور محسوس ہو رہی تھی۔ جو اہل ہند کی بہبودی کے لئے دلی غور اور آزادی کے ساتھ بحث کر سکتا۔ اور بھڑکانے والی کی وسعت بڑھے سے بچا کر انہیں ترقی کے سیدھے راستہ پر لیجا سکتا ہو۔ تجارتی منافع کے خیال کو چھوڑ کر خالص نیک نیتی کے ساتھ انکی بہتری کیلئے کوشش کرے۔ اور مذہبی خیالات کو ایک [illegible] رکھ کر آپس میں اُلفت و محبت پیدا کرائے۔ تاکہ بدقسمت ہندوستان بھی برٹش حکومت کی آزادی ایسی برکات سے محروم نہ رہ جائے۔ جو ایک ترقی کے طالب کی آسائش کیلئے کافی ہے بہت زیادہ ہیں۔ تیسرا سال گذرتا ہے کہ انہی خیالات کو مد نظر رکھ کر اُردو اخبار کے اجرائی بنیاد ڈالی گئی تھی۔ اس قلیل سی مدت میں ہم درمیان میں بھی ہیں اپنے مقصد میں جو کامیابی ہوئی اور پبلک نے اردو اخبار کے خیالات کو جس عزت کی نظر سے دیکھا ہے اُسپر جسقدر فخر کیا جائے بجا ہے تاہم ابھی تک منزل مقصود کوسوں دور ہے۔ ہماری آرزو تھی۔ کہ

اُردو اخبار ایک ایک ہندوستانی بچہ کے ہاتھوں تک پہنچ جائے

شائد ہمارے ہم وطن بھائیوں کے دلوں میں اپنے نیک و بد کی تمیز کا خیال پیدا ہو سکے۔ ہمیں بخوبی معلوم ہے۔ کہ ہندوستان ایسا مفلس ملک زیادہ پیسوں۔ کے صرف کا مقدور نہیں رکھتا [illegible] ہم نے اردو اخبار کی قیمت ایسی قلیل رکھی ہے جس سے زیادہ ارزانی محال ہی نہیں بالکل ناممکن امر ہے۔ تاکہ

مفلس سے مفلس شخص بھی اس سے فائدہ اُٹھا سکیں

اور تھوڑے پیسوں میں بہت سی قیمتی معلومات بہم پہنچا سکیں۔ مگر اپنے اس ارادہ کی تکمیل میں ہمیں ایک بہت بڑا نقصان اُٹھانا پڑا ہے جسکی تلافی بالکل ناممکن ہے۔ اور ابھی اُٹھانا پڑیگا جس کا یقین [illegible]

تھوڑا عرصہ ہوا ہے

جب ہمیں ایک ایسی تجویز بتائی گئی تھی جس سے ہمارا یہ نقصان اُٹھانا بھی اکارت نہ جائے۔ اور اردو اخبار کا حلقہ اشاعت وسیع کرنے کے لئے پبلک کو بھی ترغیب ہو۔ اس تجویز کو پبلک [illegible] ابھی اتنی مدت نہیں ہوئی کہ لوگ بھول گئے ہوں ہمیں اطمینان ہے کہ مذکورہ بالا مقصد کے لئے وہ تجویز بہت کچھ کارگر ثابت ہوئی۔ مگر چونکہ وہ ایک محدود مدت کے لئے تھی۔ اس لئے [illegible] میعاد کے بعد ہمارے پاس بیشمار فرمائشیں پہنچیں۔ کہ اس تجویز کو ایک محدود مدت کے لئے پبلک کے پیش کرنا کسقدر غیر مناسب ہے۔ غور کرنے کے بعد ہمیں بھی اپنی غلطی کا معترف ہونا پڑا اور اس لئے اب دوبارہ ایک غیر محدود ذریعہ کے لئے۔ یعنی جب تک کہ ہم مناسب سمجھیں۔

ویسی ہی ایک اور تجویز پبلک کی خدمت میں غور اور عمل کے لئے پیش کرتے ہیں

کہ جو صاحب اردو اخبار کی قیمت مبلغ چار روپیہ سالانہ پیشگی ادا کر دیں۔ انہیں ذیل کی فہرست میں سے مبلغ سولہ روپیہ کی کتب حسب پسند انعام کے طور پر مفت نذر کیجائینگی۔ بشرطیکہ وہ نئی تجویز [illegible] دیدیں۔ یہ وہ کتابیں ہیں جنکی نسبت ہمارا دعوےٰ ہے کہ ہندوستان کے کسی بڑے سے بڑے ارزاں فروش کی دوکان سے بھی پانچ چھ روپے سے کم پر نہ مل سکینگی۔ چہ جائیکہ اخبار کے ساتھ مفت [illegible] ہاتھ آئیں مگر ہمیں تو اردو اخبار کو وسیع پیمانہ پر شائع کرنا منظور ہے۔ اس نقصان کو اشتہارات کے ذیل میں ہی سمجھ لینگے۔ آخر ولایت والے بھی لاکھوں روپیہ اشتہاروں پر لٹا ہی دیتے ہیں۔ مگر مذکورہ بالا تجویز صرف ان لوگوں کے لئے ہے جو اخبار کے ساتھ کتب بینی کے بھی شائق ہوں۔ اور جو صاحب صرف اخبار ہی خریدنا چاہیں۔ وہ صرف دو روپے قیمت سالانہ پیشگی ادا کر کے [illegible] سال بھر تک اخبار کے علاوہ ایک روپیہ کی کتابیں انعام کے طور پر حسب پسند خود ذیل کی فہرست میں سے انتخاب کر کے لے سکتے ہیں۔ اردو اخبار کی لکھائی۔ چھپائی اور مضامین کی [illegible] کر کے ہم اپنے منہ میاں مٹھو بننا پسند نہیں کرتے۔ ہاں! اتنا کہنے سے بھی نہیں رُک سکتے کہ اردو اخباروں میں سے آپ کو اسکے پلّے کا دوسرا پرچہ ہرگز نہ مل سکیگا اگر شک ہو۔ تو

ایک کارڈ لکھکر مفت نمونہ منگا دیکھیں

حقیقت میں سخت غلطی ہوگی۔ اگر آپ اس تجویز سے فائدہ اُٹھانے کی کوشش نہ کریں۔ فہرست کتب کو دیکھکر جو ذیل میں درج کیجاتی ہے۔ آپ بخوبی اندازہ کر سکینگے۔ کہ یہ کتابیں تصنیف و تالیف کی دنیا میں کونسا پایہ رکھتی ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے دوست اس موقع کو غنیمت سمجھ کر ہماری آرزو کو پورا کریں۔

نامناسب نہ ہوگا اگر ہم یہ جتا دیں

کہ یہی کتابیں سوائے آخری صفحہ کی چند کتابوں کے جنکے لئے علیحدہ شرط مقرر ہے۔ اُن اشخاص کو جو اردو اخبار کے خریدار نہ بننا چاہیں۔ یا انعامی رقم سے زیادہ کتب خریدنا چاہیں۔ [illegible] صرف پانچویں حصہ پر ملسکتی ہیں۔ مگر اس صورت میں ایک روپیہ نقد سے کم کی کتابیں جنکی اصل قیمت پانچ روپے ہوتی ہے ہرگز نہ مل سکینگی۔

نوٹ۔ قیمت اخبار ہر حالت میں پیشگی آنی چاہئے۔ ورنہ تعمیل ارشاد بذریعہ قیمت طلب [illegible] ہوگی۔ کتابوں کا محصول ڈاک ہر حالت میں ذمہ خریدار ہوگا +

نہایت دلچسپ عبرت انگیز اور معنے خیز ناول

بحری ڈاکو } ایک نہایت ہی دلچسپ انگریزی ناول کا ترجمہ ہے جس سے زمانہ کی نیرنگیوں کا بہت کچھ تجربہ حاصل ہو سکتا ہے۔ قیمت ۱۲/

سراغرسانکی بیٹی } مکاری و جرم۔ قتل و خون مصنوعی و اصلی محبت پاک و ناپاک عشق زنانہ عیاری۔ حسن و ملاحت فساد و شرارت۔ بیوفائی اور ظلم و جفا۔ جرائم کا اخفا اور تحقیقات۔ عجیب و غریب اسرار کا انکشاف۔ قیمت ۱۲/

شہزادہ بیگم کی وفاداری } جسمیں حسن و عشق کا ولولہ انگیز فسانہ عاشق مزاجوں کے لئے لذیذ اور خوشگوار کھانا۔ عورت ذات کی راستبازی ثابت قدمی۔ اور اخلاقی جرأت مردانہ وار پند و نصائح کا خزانہ ملفوف ہے۔ قیمت ۱۲/

مقدس حسینہ } یوں تو آپ کی میز پر بہت سے ناول ہونگے لیکن یہ ناول حد سے بڑھ کر دلچسپ ہے۔ ممکن ہے کہ آپ اسے پڑھنا شروع کریں اور ختم کئے بغیر ہاتھ سے رکھدیں۔ ۱۷۹۲ء کی فرانس کی بدامنی کے زمانہ کا ایک نہایت عجیب قصہ۔ پادری صاحبان کی تقدیس کا نمونہ۔ حسن و عشق کی تصویر قیمت باوجود ان باتوں کے صرف ۸/

کملا پتی } مشہور راجپوت رانی کے حالات نہایت ہی دلچسپ ناول ہے۔ قیمت ۸/

بیزار خاوند } گو کتاب کے ابتدائی مضمون کے لحاظ سے مصنف نے اسکا نام بیزار خاوند تجویز کیا ہے لیکن اس شخص سے زیادہ خوش قسمت دنیا میں کون ہوگا جسکو شوہر پرست عورت نصیب ہو قیمت ۸/

جانکاہ } ایک سبق آموز ناول ہے جسمیں عیاشی کے نتائج کو کچھ ایسے دل ہلا دینے والے الفاظ میں تحریر کیا۔ [illegible] پلاٹ سے ایک دفعہ تو پڑھنے والا عبرت حاصل کئے بغیر نہیں رہ سکتا [illegible]

اسرار نوشہرہ } جس میں ہندوستان کے مشہور بدمعاش نوشہرہ [illegible] عیاریاں ہتھکنڈے اور فریب انکا طرح طرح [illegible] البھیڑک لباس پہنکر لوگوں کو لوٹنا وغیرہ۔ تمام خفیہ اور [illegible] فسانہ کے پیرایہ میں درج کئے ہیں۔ تاکہ تمام لوگ اپنی محنت اور مشقت کی کمائی ہوئی دولت کو ایسے بدمعاش لوگوں کے پنجے سے محفوظ رکھ سکیں۔ ۱۲/

رازنہانی } عشق بتاں۔ انگریزوں میں طلاق کے جواز اور عدم جواز پر بحث۔ ایک عورت کی چالاکی۔ مرد پر اسکے فریب کا

عیار قلندر۔ لیجئے شائقین! اگر آپ کو سراغرسانی کے ناولوں سے دلچسپی ہے تو اسے ملاحظہ فرمایئے۔ باقی سب ناولوں کو بھول نجائیے تو میرا ذمہ۔ قیمت ۸/

آفت کا پرکالہ ایک لائق اور ہوشیار سراغرسان کی نہایت عجیب و غریب اور حیرت میں ڈال دینے والی کارگذاری کی تصویر واقعی قابل دید ہے۔ قیمت ۱۲/

چل جانا۔ اپنی معشوقہ اور بیوی سے غداری۔ رنج و غم۔ قتل و انتقام۔ قیمت ۱۲ر

عاشق صادق } نہایت ہی عجیب ناول ہے۔ اگر آپ ایک سطر پڑھ لیں تو ممکن نہیں کہ بغیر ختم کئے چھوڑیں۔ ۸ر

براس لستوری } ایک چھوٹا اور تاریخی ناول جس میں نہایت قدیم زمانہ کی پاکبازانہ محبت کا نقشہ دکھایا گیا ہے۔ قیمت ۶ر

مایا کا کھیل } دختر فروشی اور بڑھاپے کی شادی کے مضر نتائج نہایت عبرت انگیز پیرایہ میں بڑی عمدگی سے دکھائے گئے ہیں ۶ر

غلط فہمی } ایک اعلےٰ درجہ کے دلچسپ اور نتیجہ خیز ناول کا اردو ترجمہ مریضان محبت کے دکھڑوں۔ چوٹ کھائے ہوئے دلوں کی سرد آہوں اور شہیدان الفت کی یاس اور انکے ضبط کی پیاری تصویریں دو حصوں میں ہیں۔ قیمت دونوں کی ۱۲ حصہ اول عہ حصہ دوم عہ

عشرت و نزاکت } ایک بازاری ماہوش کا نہایت دلچسپ اور نصیحت آمیز فسانہ۔ حسن و عشق کے کرشمے۔ نازک مزاج معشوقوں کی تلون مزاجیاں۔ عاشق دلفگار کی بیقراریاں۔ قیمت ۸ر

سچی قربانی } مس روز دختر وزیر اعظم اور جرنیل ولڈ کی سچی محبت انکی دلی مایوسیوں اور مجبوریوں کا ایک دلگیر نظارہ محبت کے دردناک سین جان قربان کرنے والے عاشقوں کی مستقل مزاجی اور حیرت انگیز ثابت قدمی۔ قیمت ۶ر

کرنیل کی بیٹی } مکار۔ جعلسازوں اور دغابازوں کا سچا نقشہ ایک مصیبت نصیب لڑکی کی پر درد داستان۔ عاشق و معشوق کا ملاپ۔ رنج و الم کا خاتمہ۔ جعلسازوں کو عبرتناک سزائیں قیمت ۸ر

قزاق کی بیٹی } زندگی بڑی عزیز چیز ہے لیکن متواتر ٹوٹ پڑنے والی مصیبتیں انسان کو اس سے بھی بیزار کر دیتی ہیں۔ ہاں راحت کے بعد رنج اور رنج کے بعد راحت کا ہونا لازمی ہے۔ یہ وہ باتیں ہیں جنکا پورا پورا ثبوت اس ناول میں ملیگا۔ قیمت ۸ر

شہید محبت } اسکے مطالعہ سے علاوہ سامان دل لگی کے ایک نہایت مفید سبق حاصل ہوتا ہے۔ اگر آپ محبت صادق اور محبت کاذب کا فرق معلوم کرنا چاہتے ہیں تو اسکو ضرور پڑھیں قیمت ۸ر

حمید و ریحانہ } ماں باپ کے بغیر معصوم بچوں کے لئے خود غرض رشتہ داروں کی پیدا کی ہوئی صعوبتوں کا دل ہلا دینے والا نظارہ سنگدل ظالموں کی افترا پردازیاں۔ رحم دل پولیس افسر کی کوششوں سے ظالموں کی سرکوبی اور مظلوموں کی داد رسی قیمت ۸ر

شرمگین لڑکی } اگر آپ سچی محبت کے حیرتناک کرشمے عاشق و معشوق کی دلی بیتابیوں کی منہ بولتی تصویریں۔ رقیبوں کی مہلک اور خطرناک تدبیریں۔ زخم خوردہ دلوں کی بیتابیاں دیکھنا چاہتے ہیں۔ تو اس کتاب کو دیکھئے۔ قیمت ۸ر

مس لی موسوم بہ بچھڑوں کا ملاپ } ایک اوریجنل اور چلبلا ناول حسرت و مایوسی کی تصویر۔ خوبی قسمت کا مرقع جسکے فقرہ فقرہ پر شوخی معشوقانہ اور اضطراب عاشقانہ نثار ہے۔ قیمت ۸ر

بر سر تلوار } دلاور گمشدہ دشمن کی گرفتاری نابینا نہ۔ مکر و فریب قتل و خون جدال و قتال اور سچے عاشق کی ایک حیرت انگیز داستان۔ ۸ر

جرم خاموشی } ایک عجیب وصیت نامہ کے رو سے ایک عورت کا مرضی کے برخلاف شادی پر مجبور کیا جانا۔ عورت کی بیقراری ایک محل کے اصل مالک کا نمودار ہونا۔ اور اسپر دعویدار کا جھوٹے دعویدار کے دھوکے اور فریب۔ قیمت ۸ر

مسٹریز آف پشاور } پشاور ایک سرحدی شہر ہونے کی وجہ سے اسکے حالات بھی نہایت ہی دلچسپ ہیں قیمت کامل تینوں حصے عہ

مسٹریز آف کوہاٹ } گو یہ ناول تاریخی ہے۔ مگر سرحدی واقعات اس میں بہت ہیں۔ اور اہل سرحد کی طرز معاشرت کا اعلےٰ نمونہ ہے۔ قیمت ۱۰ر

مسٹریز آف کابل } ناظرین کی تفریح طبع کے لئے کابل کے ایک رئیس زادہ نے اصلی اور دلچسپ واقعات تحریر کئے ہیں۔ اور اس کتبخانہ نے بصرف زر کثیر طبع کرائے ہیں۔ قیمت ۱۰ر

محروم وصل } اس ناول میں حسن و عشق کی داستان عفت و عصمت کی پاک تصویر۔ تعلیم نسواں کے فوائد۔ راجپوت عورتوں کی جانبازی بہادری۔ مسلمانوں کی شجاعت۔ مرہٹوں کی جانبازی ایک عشقیہ قصے کے پیرایہ میں دکھائی گئی ہے۔ قیمت ۱۲ر

حسرت و امید } امریکہ کی ایک جالاک رولیر عورت کی حیرت انگیز چالاکیاں حسن و عشق اور حسرت و امید کے دلفریب کرشمے قیمت ۱۲ر

کیفر کردار } یہ ناول تین برس کی کتب بینی و ناول خوانی کا ثمرہ ہے عیاری عیاشانہ۔ عیاری عشق کی شہوت عبرت۔ ایک کتاب پانچ فائدے ہر مذاق کے انسان کے لئے دل لگی کے ساتھ وقت گذارنے کا مفید مصالحہ۔ قیمت عہ

شادی و غم } شہنشاہ اکبر کے زمانہ کے ایک دلکش واقعہ کا فوٹو جس میں اسلامی جبروت کیساتھ ہی راجپوتوں کے استقلال۔ انکی بہادریوں اور قومی حمیت کا پورا حال ہے۔ انتہا درجے کا دلچسپ ناول ہے۔ عہ

لال بی بی } اس ظریفانہ اور پُرمذاق ناول میں عاشقانہ جذبات کے علاوہ علمی اور اخلاقی حکیمانہ فلسفیانہ مباحثے نہایت خوبی کے ساتھ لکھے گئے ہیں۔ یہ ناول عاشقانہ جذبات سے نوجوان طبیعتوں کو بھڑکانے والا نہیں بلکہ عیاشی کے نتیجہ خیز سین پیش کر کے تازیانہ کا کام دیتا ہے شاہدان بازاری کے پوشیدہ راز کیمیاگروں کی دغابازی غرضیکہ نیرنگئ زمانہ کا آئینہ ہے۔ قیمت عہ

انگلستان کا سفید غلام یا حسرت وصل } نام ہی سے حسرت ٹپکتی ہے نہایت ہی پرسوز کتاب ہے۔ انگریزی کے ایک نہایت ہی دلچسپ اور دلکش ناول کا ترجمہ ہے۔ قیمت ۱۲ر

بغلی گھونسہ } ایک نمکحرام نوکر کا بہ طمع زر اپنے مالک کو قتل کر کے خون اسکے بیٹے کے ذمہ لگانا۔ اور اسکی بیوی کو جیلی بنا کر دلی دیگر شادی کی درخواست کرنا۔ آخر میں حق کی فتح اور مجرم کو سزا۔ قیمت ۸ر

ثمرہ خاموشی } اس ناول کا مضمون اور عبارت دونوں ہی اس قدر دلچسپ اور درد انگیز ہیں کہ پڑھتے پڑھتے آنسو نکلے جاتے ہیں قیمت ۸ر

ناخوانده مہمان } اس سے زیادہ پرمذاق اور بہتر ناول آجتک انگریزی سے ترجمہ نہیں ہوا۔ فریبی اور بدمعاش عورتوں کے ہتھکنڈے مطلب نکالنے کے وقت خاوند کو بھائی بنانے کی ترغیب نوجوان دوشیزہ لڑکیوں کا عشق اور پھر کل بے نظیر واقعات کا اخلاقی نتیجہ ایک عجیب پیرایہ میں لکھا گیا ہے۔ قیمت عہ

وفادار بی بی } ایک یورپین لیڈی کی سچی وفاداری اور شوہر پرستی کا پورا پورا ثبوت۔ کوتاہ اندیش شوہر کی اوباشی بدظنی۔ مگر باوجود صدہا مایوسیوں کے بیوی کا یاد الٰہی کا ہاتھ سے نہ دینا۔ قیمت ۸ر

جفائے پدر } ہائے کیا حسرتناک ناول ہے۔ سنگدل باپ کا اپنے سوتیلے بیٹے کو جلاوطن کرنا۔ ماں کا بھری تلاش میں آوارہ ہو کر بےرحم بحری ڈاکوؤں کے پنجے میں گرفتار ہونا وغیرہ نہایت دردناک۔ قیمت ۸ر

انارکلی } ایک دلچسپ تاریخی فسانہ۔ شمس النساء بیگم مشہور بہ انارکلی اور شاہزادہ سلیم یعنی شاہنشاہ جہانگیر کے عشق اور محبت کا درد انگیز حال ایک دلچسپ پیرایہ میں درج ہے۔ قیمت عہ

بائیسکل کا شوقین } نئی روشنی والے اس ناول کو ضرور پڑھیں اور وہ جنٹلمین بھی ضرور مطالعہ کریں۔ جو چاہتے ہیں کہ جس طرح ہو ایک بائیسکل سواری کیلئے ضرور ہو قیمت ۸ر

جوانہ مرگ } دو نوجوان مگر پُرارمان طبیعتوں کی درد بھری داستان آتش غم میں سلگ سلگ کر جل کر بجھنے والی شمع کا رقت انگیز نظارہ۔ بستر مرگ پر لیٹے ہوئے معشوق کے بالین پر اسکے چاہنے والے کی بیتابیوں اور مایوسیوں کا فوٹو۔ قیمت ۶ر

مکافات عمل } اس میں عیاشی اور فضول خرچی کے عبرتناک نتائج کا فوٹو نہایت قابلیت سے کھینچکر بتلایا گیا ہے۔ کہ ان ناعاقبت اندیش نوجوانوں کا جو دوستوں کی فیض صحبت سے عیاشی کا شکار بن جاتے ہیں۔ کیا انجام ہوتا ہے۔ قیمت ۶ر

چالاک عورت } ایک نہایت ہی چالاک اور ہوشیار عورت کی کارستانیاں جس نے ایک مشہور و معروف سراغرساں کو ناکوں چنے چبائے مگر ساتھ ہی سراغرساں کی قابلیت اور مستقل مزاجی اس حد تک ظاہر ہوتی ہے۔ جہانتک کہ خاص انسانوں کی رسائی ہو سکتی ہے۔ قیمت ۱۲ر

وفا جفا } آتش عشق سے جلتے ہوئے عاشق و معشوق کی آہ و زاریں کشتگان محبت کی دل تڑپا دینے والی بیتابیاں قیمت ۸ر

خوبیٔ قسمت } مے ڈلٹن نامی انگریزی ناول کا ترجمہ جعلسازی دغابازی کی شکست نیک نفسی پاک طینتی کی فتح۔ قیمت عہ

فریب محبت } انگریزی کے ایک نہایت دلچسپ ناول کا ترجمہ ہے جس کا تعلق حیدر علی ٹیپو سلطان سے ہے۔ قیمت ۱۲ر

خوفناک قتل } ریاست سروہی کی مکمل تواریخ حکمرانوں کی سرگذشتیں۔ ترکوں سے بگاڑ شاہ سکندر کی تخت نشینی اور فرمانرواؤں کو بسر دربار ذلیل کرنا اور اس کے خمیازہ میں اپنی رعایا کے ہاتھ سے قتل ہونا۔ قیمت ۱۲ر

درگیش نندنی } مشہور مصنف عبدالحلیم صاحب شرر لکھنوی کی تصنیف تلوتمائے حسن اور کنور جگت سنگھ کے عشق کی حیرت انگیز سرگذشت بادشاہ اکبر اور قتلو خاں کی تواریخی لڑائیاں قیمت عہ

وفادار عورت } ایک نیک بخت اور مستقل مزاج عورت کی قابل تحسین وفاداری جس نے اس صورت میں بھی جبکہ اس کا شوہر اسکے ساتھ کمال سرد مہری سے پیش آتا تھا۔ باوجود پرلے درجہ کی مایوسیوں کے اپنے فرائض ادا کرنے میں مطلق کوتاہی نہ کی۔ قیمت ۶ر

انجام ستم } بالکل درد سے بھرا ہوا اور سبق آمیز چین کر دینے والا ناول جس میں بیجا مظالم کے نتائج سے عبرتناک سین نہایت بے ساختگی سے دکھلائے گئے ہیں۔ قیمت ۶ر

بستر مرگ } حسن و عشق کی جیتی جاگتی تصویر۔ فرقت کی درد بھری کہانی وصل کی حسرت۔ پابندی رسم کی خرابیاں۔ قیمت ۱۲ر

انجام محبت } نئے ڈھنگ کا ایک تصنیف ناول ہے جس کے پڑھنے سے انسانی زندگی کا فوٹو خانہ انوں کے حالات اور معاملات پیچیدگیاں۔ پہلے بھائی سے معلوم ہوتے ہیں قیمت حصہ اول ۱۲ حصہ دوم ۱۲

قسمت معشوقہ } ایک نہایت ہی دلچسپ ناول جس میں حسن و عشق کے جذبات کے علاوہ ان شادیوں کا نتیجہ بڑی خوبی کے ساتھ دکھایا گیا ہے۔ جو محض روپیہ حاصل کرنے کی غرض سے کیجاتی ہیں اس ناول کو پڑھ کر ناظرین یہ بھی سمجھ سکینگے کہ سچی محبت کس کو کہتے ہیں اور جھوٹی محبت کس کو۔ قیمت ۱۰ر

لیلا یا محاصرہ غرناطہ } جس میں مسلمانان سپین کی آخری جنگ و جدل اور ہزیمت کے جانگداز واقعات دکھلائے گئے ہیں۔ قیمت عہ

ایک نہیں دو خون } مشہور و معروف سراغرساں مسٹر شرلاک ہومز کا کارنامہ جس کو لائق مصنف سر اے کانن ڈائل نے اے سٹڈی ان سکارلٹ کے نام سے موسوم کیا ہے اور جس میں سراغرسانی کے اعلےٰ اصول بوضاحت بیان کئے گئے ہیں۔ عہ

جذبۂ ہولناک یعنی خونخوار امیدوں کی زندہ تصویر } جس میں ایک خطرناک گروہ کی چالاکیاں بدمعاش عورتوں کے ہتھکنڈے ایک ناکتخدا لڑکی کا خونخوار گروہ کے پنجے میں پھنسکر باعصمت رہائی حاصل کرنا وغیرہ ہیں۔ دیگر ۱۸۵۷ء تک کے تاریخی واقعات اور ملکی خیالات اور عبرتناک حالات جنکی نظیر صفحہ دنیا پر مشکل سے ملتی ہے۔ ہو بہو درج ہیں قیمت عہ

مسٹریز آف دہلی یعنی اسرار دہلی } جس میں دہلی کے بڑے بڑے ٹل کیرکٹر کا خاکہ ناول کے پردہ میں اڑایا گیا ہے دہلی کے خوفناک اسراروں پر معقول سمجھ کی گئی ہے قیمت ۱۰ر

عصمت } اعلےٰ درجہ کا دلچسپ اور نتیجہ خیز ناول ایک صفحہ پڑھکر ممکن نہیں کہ ختم کئے بغیر چھوڑ دو۔ قیمت ۸ر

احمد خان کا بیاہ } جس میں نہایت ہی دلچسپ پیرایہ میں دکھایا گیا ہے کہ جو لوگ اپنی ایک بیوی سے الفت نہیں رکھتے اور دوسری کے پیچھے پڑتے ہیں۔ انکا کیا انجام ہوتا ہے۔ قیمت ۶ر

نشتر } اس میں بلا مرضی شادی کرنے کے برے نتائج نہایت ہی دلچسپ اور درد انگیز پیرائے میں واضح طور پر دکھائے گئے ہیں۔ قیمت عہ

مرد عورت } ایک انگریز ولایتی لیڈی نے تصنیف کیا اور راجا کرنل صاحب ڈپٹی کلکٹر کی معرفت مشتہر کیا گیا ہے۔ نہایت ہی مفید ہے عورتوں کے لئے تو گوہر بے بہا ہے۔ قیمت ۸ر

جگر خراش } ہائے کیا دردناک ناول ہے۔ جس کا نام سنتے ہی دل میں میٹھا میٹھا درد پیدا ہونے لگتا ہے۔ سراپا عشق۔ سراسر۔ سوز و گداز۔ سانچا ہی ہندوستانی امیرزادوں کے چال چلن کا خاکہ پیش کرنے والا۔ پرعبرت نتیجہ خیز۔ قابل مطالعہ قیمت صرف ۱۲ر

معرکۂ پانی پت } پانی پت کی تیسری لڑائی کی مکمل تاریخ۔ مرہٹوں کا

چھو منتر ۱۸۵۷ء کے غدر کا ایک دلچسپ واقعہ۔ والدین سے بچھڑی ہوئی بیٹی کی نہایت دردبھری داستان ہجر اور وصل کی دلچسپ تصویریں۔ قیمت ۶ر

نقصان اُٹھا کر ہمیشہ کے لئے پامال ہو جانا۔ عشق و محبت کا دلچسپ فسانہ اور تاریخ کا ایک سفید ورق ہے۔ قیمت حصہ اول عہ حصہ دوم عہ

اسلم و صبیحہ } شاہانہ جذبات۔ ضبط و محبت کا فوٹو۔ متانت اور عالی ہمتی کی تصویر۔ حد سے زیادہ دلچسپ تاریخی ناول قیمت ۱۲ار

جعلساز } یہ ایک ڈیٹیکٹو ناول ہے جس میں فرانس کے مشہور جعلسازوں کے ہتھکنڈے بڑے درجے کی عیاریاں ہوشیار گرفتار کرنے والوں کی دانائی۔ ہمدردی کے کرشمے دلچسپ خفیہ رازوں کا اخفا۔ آخرکار مجرموں کی گرفتاری۔ حسن و عشق کے نظارے مجرد و حیل کی مجسم تصویریں نظر آتی ہیں۔ ضرور خریدیئے۔ قیمت عہ

آرزوئے دید } اگر آپ کو بادشاہ دہلی محمد شاہ رنگیلے کے دربار کا فوٹو حسن و عشق کے دلکش سین۔ فرقہ سکھ کے درد خاندان مغلیہ کی حکومت کی تباہی کا فوٹو۔ دہلی کا قتل عام۔ منظوروں میں دیکھنا ہے تو اس ناول کو ضرور خریدیئے۔ قیمت ۱۲ار

مہر بیگم } ایک باعصمت خاتون کی سرگذشت اسکی زبانی دہلی کا سچا واقعہ قیمت عہ

کٹورہ بھر خون } ایک راجہ کے ملازم کا اپنے آقا کو زہر دیکر خود راج گدی پر بیٹھنا۔ اسکے خاندان کو تکلیف پہنچانا۔ اسکی دختر سے مواصلت کی درخواست کرنا۔ ناکامی پر اسکی معصوم لڑکی کے خون سے کٹورہ بھروا کر اسکے روبرو رکھوا دینا۔ آخر اپنے مظالم کی سزا بھگتنا۔ اور حقدار کو حق ملنا۔ قیمت ۱۲ار

طوفان بے تمیزی } مصنفہ سرشار۔ اس میں تین ناولوں کا ذخیرہ ہے۔ گویا دریا کو کوزے میں بھرا ہے۔ ظرافت کے خیالات کو موتیوں کی لڑیوں میں پرویا ہے۔ ہر مقام پر مذاق ظرافت رنگینی غضب ڈھاتی ہے۔ قیمت عہ

حمیدہ آمنہ } اس میں متانت اور سنجیدگی کے ساتھ بے پردگی کے نتائج۔ آزادی کی تعلیم کے عیوب۔ خلاف مرضی شادی کی ناگفتہ بہ خرابیاں لائق مصنف نے بڑی خوبی کیساتھ دکھائی ہیں قیمت عہ

خون عاشق } ایک حیرت انگیز ناول جس میں وہ ہندکے دلالوں اور جنبی کے قزاقوں کی عجیب خیز کار روائیاں غربت کے مصائب ناتجربہ کاری کا سفر حسن و عشق وصل و ہجر۔ انقلاب کی تصویریں وغیرہ ہیں۔

باغ عدن } ایک عجیب راز کا انکشاف۔ عجیب و غریب جزیرہ۔ جنت بریں کا نمونہ۔ حیرت انگیز واقعات۔ یاس و الم۔ محنت و مشقت سے ایک قدم کا بالکل سیرا ہونا۔ دو اجنبیوں کا وہاں جانا۔ ایک شخص کا جزیرہ کی ایک لڑکی کے ساتھ فرار ہونا۔ ایوان خود فراموشی یا موت کے محل کا نظارہ۔ قیمت عہ

مسٹریز آف فیروز پور } یہ ناول حیرت انگیز اور دلچسپ ناول ہے نہایت قابل قدر ہے۔ مسٹریز کے لفظ کو خوب نبھایا گیا ہے اور ساتھ ہی ایک باعصمت لڑکی کے استقلال بدمعاشوں کے ہتھکنڈوں۔ مفلسی کی مجبوریوں کی ایسی تصویر کھینچی ہے کہ سنگدل کو بھی موم کر دیتی ہے۔ قیمت عہ

زیاد و حلاوہ حصہ اول و حصہ دوم } اس ناول کو تاریخی واقعات سے نہایت عمدگی سے آراستہ کیا گیا ہے۔ عیسائیوں کی کرتوتوں کا کچا چٹھا کھولا ہے تو بیجا نہ ہوگا۔ عیسائی مذہب کے برگزیدہ لوگوں کی سیاہ کاریوں کا فوٹو ہے حصہ اول مصنفہ شرر عہ حصہ دوم عہ

انجنا کماری } ایک سچا حیرت انگیز اور دلچسپ واقعہ عصمت کا فوٹو۔ مشہور ہندو ہیرو ہنومان جی کی پیدائش اور سائی انجنا کماری کے حالات جنہیں پڑھ کر منہ سے بے اختیار تحسین نکل جاتی ہے۔ قیمت ۱۰ار

فتور عصمت } اسمیں مصنف نے پردہ کے رواج نہ ہونے سے جو جو نقص واقع ہوتے ہیں انکا عجیب پرجوش بادر پتا ثیر الفاظ میں فوٹو کھینچکر دکھایا ہے۔ قیمت ۶ار

نیرنگ } دلی بیتابیوں کا نقشہ حیا اور ضبط کا سچا تجربہ۔ خود غرضی اور وفاداری کی عکسی تصویر۔ عاشق مزاجوں کے لئے تیر دلدوز دقیقہ سنجوں کے لئے اعلے درجہ کا نتیجہ خیز عمدہ اور دلفریب ناول جسمیں نارضامندی کی شادی کے نتائج نہایت عمدہ پیرائے میں دکھائے گئے ہیں۔ ۱۰ار

راما بائی } شاہ اکبر اور راجہ جگمل کی لڑائیاں راجپوتوں کی قدرتی شجاعت۔ قومی ہمدردی اور حب الوطنی کا مرقع قلعہ چتوڑ کی تباہی اور بربادی کا حسرتناک نظارہ نہایت موثر الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔ قیمت ۸ار

بدر النساء } مشہور مصنف عبدالحلیم صاحب شرر کے قلم سے نکلا ہے ایک پاکدامن خاتون کی مصیبت بھری داستان غضب ہی کی دلکش ہے۔ قیمت ۶ار

دلکش ہر دو حصہ } ان طالب علموں کی حالت کا نقشہ دلکش اور دلچسپ پیرایہ میں کھینچا گیا ہے۔ جو اپنے والدین کی آنکھوں سے دور کالجوں اور سکولوں میں تعلیم کیسے پایا کرتے ہیں۔ مصنفہ شرر لکھنوی۔ قیمت حصہ اول ۶ار حصہ دوم ۸ار

دلکش حصہ سوم } جو شائقین کے اصرار سے چھپا۔ قیمت عہ

ملک العزیز ورجینا } اس میں اسلامی شان و شوکت اور دینی جوش کے بے نظیر نمونے نظر آتے ہیں۔ اور یہ وہی ناول ہے جو دلگداز کے ساتھ ۱۸۸۸ء میں شائع ہوا۔ مصنفہ شرر۔ قیمت عہ

شہید وفا } نہایت ہی دلپذیر اور پر اثر قصہ۔ اسپین کی تاریخ سے لیکر ایک ڈراما کے طرز پر لکھا گیا ہے۔ یہی ایک کتاب ہے جس کے ذریعے نظر آ سکتا ہے کہ اہل عرب کے زوال کے وقت ہسپانیہ میں مسلمانوں کی کیا حالت تھی۔ مصنفہ شرر لکھنوی۔ قیمت عہ

عزیز مصر } مصر کے دار السلطنت قاہرہ کا سچا واقعہ حسن و عشق کے عجیب و غریب کرشمے۔ اہل مصر کے کردار خیالات فلسفیانہ بحثیں۔ انسانی ہمدردی اور بدمعاشوں کی بے رحمانہ سرگرمیں نتیجہ سخت حیرتناک ہے کہ پڑھ کر ناول بھی آنسو بہائے بغیر نہیں رہ سکتا قیمت ۱۲ار

لال کنتال } ایک نہایت دلچسپ تاریخی ناول ہے جس میں ایشیا اور یورپ کی لڑائی اسپین اور آسٹریا بے ترکی یا ایشیائی جنگ کے حیرت انگیز واقعات کے ساتھ عشق کی رازدیانہ تصویریں نظر آتی ہیں۔ قیمت ۱۲ار

شہزادہ چین } اس ناول کو حد سے زیادہ دلچسپ بنانے کی کوشش کی گئی ہے۔ اور نہایت قدیم زمانہ کی تاریخ کی ورق گردانی کر کے ملک چین کے عجیب و غریب سین دکھائے ہیں۔ شہزادہ کا عاشقانہ ہونا ناول کی دلچسپی کو کچھ اور بڑھا دیتا ہے۔ الغرض یہ ناول ایسا ہے کہ آپ کی میز پر ضرور ہی جگہ پائے۔ قیمت عہ

رنج و راحت المعروف فراق و وصلت } ایک فرانسیسی کا دلچسپ اور سچا واقعہ ناسمجھی اور محبت کا نتیجہ۔ قیمت ۱۰ار

شریف لڑکی معروف بہ اٹھتی جوانی } جسمیں عشق۔ رقابت مصیبت۔ ہجر کی بیقراری جدائی میں عاشق و معشوق کی آہ و زاری۔ مایوسی وغیرہ مختلف سینریوں کا فوٹو دکھلایا گیا ہے۔ قیمت ۱۲ار

مظفر و راما بائی } اورنگ زیب محمد عالمگیر شہنشاہ ہندوستان کے عہد کا ایک سچا واقعہ۔ جذبات عشق کا ہو بہو نقشہ۔ عشق و مذہب کی جنگ کا واقعی مرقع۔ ایک دفعہ پڑھیئے۔ پھر ممکن نہیں کہ آخر تک نہ پڑھیں۔ قیمت عہ

مریض عشق } ایک نہایت دلچسپ ناول کا ترجمہ جس میں ایک برٹش آزادہ تو خیر ڈاکٹر کے ایمان پر آنے کا ذکر نہایت پُر درد طریقے سے بیان کیا گیا ہے۔ قیمت ۱۲ار

کوکلا کماری } ایک تاریخی ناول قنوج کے فرمانروا راجہ جے چند کی پیاری بیٹی۔ اور دہلی کے راجہ پرتھی راج کی تاریخی واقعہ۔ کوکلا کا عشق سو سب کا تاریخی معرکہ۔ رزم بزم دونوں کا مجموعہ

دست تاسف } ایک تعلیم یافتہ نوجوان کی بربادی۔ اعلے درجے کے معزز خاندانوں کے مخفی رازہائے درون کی بے وفائی خویشوں کی بے اعتنائی۔ بیہودہ اور بے ثمر اشتیاق میں گھربار کی صفائی محبت بد کے نتائج اخلاص وفاداری وغیرہ وغیرہ کا فوٹو قیمت عہ

تاثیر جذبہ عشق عرف سچا عاشق } ایک نہایت ہی دلچسپ اور دلکش ڈراما جسکے دیکھنے سے آپ پر ایک دفعہ تو سچے عشق کی تاثیر ظاہر ہو جائیگی۔ قیمت ۸ار

نرالی ادا } اس ناول کا نام ہی کتنا بانکا ہے۔ ناول کیا ہے خنجر آبدار اور خنجر بھی کیسا جو زہر میں بجھایا گیا ہو۔ گویا ہر ہر لفظ زہر کی ڈلی اور ہر فقرے کی تراش خراش روانی میں خنجر براں کی دھار سے کسی طرح کم نہیں۔ عاشقانہ اور نیز ناصحانہ دونوں پہلو لئے ہوئے ہے۔ قیمت ۱۰ار

سوچیئے تو نبیہ یا چشمہ بصیرت } جس میں ایک وزیر کی ہوشیاری۔ بادشاہ کی غفلت۔ سوار تو وہ بدی بری شکل بنتی ہیں بدی دوستوں کی مکاری عجیب و غریب پیرایہ میں دکھائی گئی ہے۔ قیمت ۸ار

کہکشاں } ایک نہایت ہی دلچسپ ناول ہے۔ قیمت ۱۰ار

عجیب عشق } ایک نیا انوکھا اور دلکش ناول۔ دل کے آئینہ کا نرالا عکس۔ الفت کا نیا نشہ جسکے واقعات آپ کو سوتے سے بیدار بنا دینگے کیونکہ بالکل سچا واقعہ ہے۔ قیمت ۱۲ار

حسرت نصیب } ایک دلچسپ ناول کے پردہ میں حسن دختر کے دلفریب کرشمے حسرت کے عبرت خیز منظر۔ بدنصیبوں کی حیرت انگیز موت کے جگر خراش سین۔ کے مطلعہ سے نظر آتے ہیں۔ قیمت عہ

آشفتہ بیان } لائق مصنف نے پولیس کے بعض خفیہ اسرار کات افسروں اور محکمال کے رشوت خواروں کی قلعی کھولتے ہوئے غریب ہندوستان کی ترقی کے ذرائع پیش کئے ہیں۔ مضمون میں عاشقانہ چاشنی دیکر بے حد دلچسپ بنا دیا ہے۔ قیمت ۱۲ار

آسمان کی سیر ۳ار } ان ہر دو رسالوں میں اجرام فلکی کی ماہیت۔ رفتار۔ اسکے فوائد اور

آسمان کے عجائبات ۳ار } بروج وغیرہ پیرایہ میں کی مقدار طول عرض عمق وغیرہ تعداد اور نیز یہ بتلایا گیا ہے کہ بعض ستارے انسان یا دیگر مخلوقات کا مسکن بھی ہیں۔ علاوہ ازیں انکی رفتار و ماہیت پر بھی غور کیا گیا ہے۔ مگر آپ آسمان کی سیر کرنا چاہتے ہو تو دونوں ضرور پڑھو قیمت ہر دو کی ۵ار

مشہور لوگوں کی سوانح عمریاں

حیات ارسطو } یونان کے مشہور فلاسفر سکندر اعظم کے وزیر اعظم اور معزز شاگرد معلم اول حکیم ارسطو کے حالات زندگی جنکو پڑھنے سے ہزاروں بیش بہا نصائح اور قیمتی تجربے حاصل ہوتے ہیں۔ اور گھر بیٹھے آدمی آزمودہ کار بن سکتا ہے۔ قیمت

ملا دو پیازہ } ابو الحسن ملا دو پیازہ کے حالات زندگی ایسے پیرایہ میں مندرج ہیں کہ انسان کے ہنستے ہنستے پیٹ میں بل پڑ جائیں۔ قیمت ۳ار

راجہ بیربر } اکبر کے دربار میں ابو الفضل اور فیضی کی طرح بیربر بھی مشہور تھا۔ آپ ٹھیک راجہ بیربر کے صحیح حالات معلوم کرنے ہوں تو راجہ بیربر کا مطالعہ فرمائیں۔ قیمت ۳ار

حیات ٹوڈر مل } یہ اکبری نورتن میں سے ہیں عالی ہمت تھے ان کی زندگی کے حالات ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اپنی عقل خداداد کی بدولت ادنے حالت سے اعلے درجہ تک ترقی کی۔ قیمت ۲ار

حضرت علی } یہ حضرت علی امیر علیہ السلام یعنی اس جلیل الشان اسلامی ہیرو کی زندگی کا فوٹو لیا گیا ہے جو دینِ اسلام کے آسمان کا آفتاب ہے۔ قیمت ۱۲ار

در مکتوم یعنی حیات زیب النساء } شہنشاہ عالمگیر کی پیاری بیٹی اور مشہور شاعرہ کے حالات زندگی ۵ار

مہاتما بدھ } ساکی منی یا گوتم کی سوانح عمری جس میں کپل وستو کے شہزادہ کی ابتدائی تعلیم دنیا سے نفرت۔ شادی کرنے آپکی بیوی گوپا کی عفت و عصمت اور اطاعت دنیا سے قطع تعلق فقیرانہ ریاضت تلاش حق۔ جدید مذہب کی تلقین ہزارہا اشخاص کے پیرو ہونے کے حالات قیمت ۸ار

حیات نور جہان و جہانگیر } ہندوستان کی حسین ملکہ نور جہان بیگم اور مشہور حسن پرست بادشاہ جہانگیر کے مکمل اور صحیح حالات نہایت ہی معتبر اور صحیح مورخوں کے اقوال سے غلط بیانی کی تردید۔ قیمت ۶ار

دوست محمد خان } سلطنت افغانستان کے مختصر حالات دوست محمد خان اور اسکے بھائیوں کی خانہ جنگیاں۔ اول الذکر کا امیر کابل ہونا۔ انگریزوں کا شاہ شجاع کو تخت نشین کرنا۔ دوست محمد خان کا اپنے آپ کو انگریزوں کے حوالے کرنا۔ اکبر خان اسکے بیٹے کا انتقام وغیرہ۔ قیمت ۶ار

حیات داغ } ایسے لوگ بہت کم ہیں جنہیں داغ مرحوم کے حالات زندگی مفصل طور پر معلوم ہوں۔ اس لئے ہم نے

غرور حسن۔ عشق و حسن کا دلچسپ فسانہ۔ پر غرور حسین معشوق سوختہ جگر کی مایوسیاں ناقابل برداشت جدائی کے صدمے رقابت کے جوش۔ قیمت ۸ار

بڑی کوشش سے اس نامور شخص کی لائف تیار کرائی جس سے اُسکے کمال شاعری کا اچھی طرح اندازہ ہوتا ہے۔ قیمت ۸ر

حیات غالب } نجم الدولہ دبیر الملک مرزا اسد اللہ خاں صاحب غالب کے حالات زندگی اور اُنکی عجیب و غریب شاعری پر مفصل بحث۔ قیمت ۶ر

حیات اورنگ زیب } جسمیں خاندان مغلیہ کے شہنشاہ اورنگ زیب کے تخت حاصل کرنے۔ اپنے بھائیوں کو زک دینے۔ مختلف معرکہ آرائیوں اور انتظام سلطنت کے مفصل حالات کے علاوہ اسکے زمانہ کا مقابلہ اکبر کے پُرامن زمانہ سے کیا گیا ہے۔ غرضیکہ کتاب کو مکمل تاریخ بنانے میں کوئی دقیقہ نہیں اُٹھا رکھا گیا۔ طرز تحریر نہایت ہی عمدہ ہے۔ قیمت ۱۲ر

شیر پنجاب مہاراجہ رنجیت سنگھ } سکھوں کے مذہب کا آغاز اسکے بانی گورو نانک صاحب اور دیگر گوروؤں کے حالات۔ سکھوں کی لوٹ مار۔ اس مذہب کا نشو و نما رنجیت سنگھ کا سکھ سرداروں کو مطیع کرنا۔ اسکی شجاعت و لیاقت۔ مہمات۔ انتظام۔ فوج اور سلطنت کی صحیح صحیح کیفیت۔ قیمت ۸ر

حیات افلاطون } یعنی یونان کے اس عالی دماغ اور بلند خیال فلاسفر کے مکمل اور مفصل حالات جس نے ارسطو کا سا لائق اور فاضل شاگرد پیدا کر کے یونانی حکمت کا چار دانگ عالم میں ڈنکا بجا دیا تھا۔ ۸ر

شہنشاہ ہند مہاراجہ رامچندر کی مفصل اور مکمل سوانح عمری

اس نامور شخص کے حالات پڑھ کر تسلیم و رضا۔ برادرانہ الفت۔ شوہر پرستی۔ اور حمایت حق کے علاوہ کئی قیمتی سبق حاصل کر سکتے ہیں۔ قیمت ۱۲ر

سیواجی مرہٹہ } دکن کے مشہور بہادر اپنے وقت کے بے نظیر ہندو شجاع کی پیدائش وطن خاندان پرورش اور فتوحات و ملک گیری اور شہنشاہ اورنگ زیب کے مقابلہ میں چالبازیوں اور جنگ و جدل کرنے وغیرہ کے کوائف۔ قیمت ۱۲ر

تانتیا بھیل } ہندوستان کے مشہور ڈاکو تانتیا بھیل کی سوانح عمری جو باوجود لٹیرا ہونے کے بھی عزت اور محبت کی نگاہ سے دیکھا گیا ہے۔ عمدہ سبق حاصل کرنے کے قابل ہے۔ قیمت عہ

حیات حیدر } میسور کے اولوالعزم شیردل اور جانباز سپہ سالار نواب حیدر علی کی زندگی کے حالات۔ جس نے نواب ارکاٹ مراری راؤ اور مرہٹوں وغیرہ سے معرکہ کی جنگیں کیں۔ اور ان سے بازی لے گیا جس کی فوجی اور انتظامی قابلیت کی دنیا قائل ہے۔ قیمت ۸ر

حیات ٹیپو سلطان } میسور کے دوسرے فرمانروا ٹیپو سلطان کی سوانح عمری جسمیں اسکی لشکر کشیوں معرکہ آرائیوں۔ ہمت و استقلال۔ دلیری اور جانبازی نظام اور مرہٹوں کے ساتھ جنگ و جدل۔ مختلف فوجی مہمات وغیرہ کا مفصل حال درج کیا گیا ہے۔ جس سے نوجوانان ملک بہت سے مفید سبق سیکھ سکتے ہیں۔ قیمت ۸ر

خواجہ نظام الدین } جسمیں خواجہ صاحب کے پیدائش و تعلیم و ملفوظات اور اخلاق و اشفاق اور استغراق اور تلاوت کلام مجید و کشف و کرامات و سلوک و سماع اور زہد و طاعت حکم ربانی وغیرہ کے مفصل حالات درج ہیں۔ قیمت عہ

قطب الدین بختیار کاکی } جسمیں آپکی پیدائش و تعلیم و تشریف آوری دہلی و کشف و کرامات و ذوق و ریاضت اور ملفوظات اور وفات کے حالات معتبر کتابوں سے لکھے گئے ہیں۔ قیمت عہ

شہنشاہ بابر } ہندوستان میں سلطنت مغلیہ کی بنیاد ڈالنے والے شہنشاہ کے مفصل اور مکمل حالات۔ انقلاب زمانہ کا سکندر۔ فتح و شکست کی تصویر۔ جرأت۔ استقلال اور ثابت قدمی کا چلتا جادو۔ انسانی جذبات کا نقشہ۔ قیمت عہ

فاروق اعظم } یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی سوانح عمری جسمیں اُنکے عہد تا سنہ وفات کے حالات۔ غیر قوموں سے معرکہ آرائیاں۔ فتوحات۔ ملکی مالی انتظامات وغیرہ۔ قواعد و ضوابط اور ترقیاں سنین اور تاریخی بیانات کے درج کئے گئے ہیں۔ ۱۲ر

سکندر ذوالقرنین } جس میں سکندر اعظم کے حالات زندگی پر ایک مختصر نظر ڈالی گئی۔ اور اُس نامور کے فتوحات اور ملکی انتظام سلطنت پر پوری بحث کی گئی ہے۔ قیمت ۸ر

حیات قیس عامری } باوجودیکہ مجنوں کے نام سے بچہ بچہ واقف ہے مگر تعلیم یافتہ جماعت میں بھی ایسے اشخاص بہت کم ہونگے جو اسکی لائف سے واقف ہوں۔ اس لئے مجنوں جیسے عاشق مزاج شخص کے حالات زندگی مہذب پیرایہ میں لکھے گئے ہیں۔ جو ناظرین کی بیحد دلچسپی کا ذریعہ ہونگے۔ ۴ر

معلم ثانی } ابو علی ابن سینا کے مکمل حالات زندگی اور مشاغل اور زمانہ کی ناسازی۔ تفسیر سے جنگ وغیرہ کے حالات معہ ان فلسفیانہ خیالات کے تحریر کئے گئے ہیں۔ جنسے وہ معلم ثانی کہلائے۔ قیمت ۸ر

حاتم طائی } اس نامور شخص کی لائف جس کا نام آج دنیا میں ہزاروں اصحاب کے منہ پر بھی تعظیم سے لیا جاتا ہے۔ اسکی سخاوت کی صورت ایسی نہیں کہ انسان اسپر غور کرے اور اُسے ایک عمدہ سبق حاصل ہو۔ ۴ر

گورو نانک دیوجی مہاراج } یعنی گورو صاحب کے حالات زندگی اور اُنکی مشکل تعلیم کا بیان نہایت مختصر اور دلچسپ عبارت میں لکھا گیا ہے جو ہر ایک ہندو اور مسلمان اسکے مطالعہ سے یکساں فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ ۴ر

متفرق کتابیں

بچے تندرست کس طرح رہ سکتے ہیں } کون شخص ہے جو اپنی آنکھوں کے نور کی حفاظت کرنے پر کامل دھیان دینا نہیں چاہتا۔ اس کتاب میں حفظ ماتقدم کے اصول بیان کئے گئے ہیں جنسے گلاب جیسے پھولوں ایسے نازک بچے زمانہ کی ناموافق ہوا سے نہ کمہلا سکیں۔ قیمت ۲ر

فرائض والدین } ماں باپ کا اپنی اولاد کی نسبت کیا فرض ہے جسے ادا کرنا سب سے ضروری ہے۔ جو لوگ مفصل طور پر دریافت کرنا چاہیں وہ اس رسالہ کو غور سے پڑھیں۔ قیمت ۴ر

میاں پر بیوی کے حقوق } مضمون تو نام سے ہی ظاہر ہے مگر اتنا کہنے سے نہیں رہ سکتے کہ فی زمانہ ایک ہندوستانی کے لئے یہ رسالہ خاص غور سے پڑھنے کے لائق ہے۔ قیمت ۲ر

ہیضہ اور اسکا علاج } ہر سال جس کمبخت بیماری سے لاکھوں قیمتی جانیں ہندوستان میں ضائع ہوتی ہیں اُسکی بیخ کنی کی تدابیر۔ ایک لائق ڈاکٹر کی تصنیف ہے۔ قیمت ۲ر

طاعون اور اسکا علاج } طاعون ملعون کے نام سے ہندوستان کا بچہ بچہ آشنا ہے جس کمبخت نے شہر کے شہر تباہ و برباد کروا دئے ہیں۔ اسکی بیخ و بنیاد اکھاڑنے کی تدبیر ایک مشہور ڈاکٹر نے لکھی ہیں۔ ۲ر

تعلیم نسواں } نپولین بونا پارٹ کا مقولہ ہے کہ کسی ملک کی بہتری کے لئے اسکی عورتوں کا تعلیم و تربیت یافتہ ہونا نہایت ہی ضروری ہے۔ اس مسئلہ کو وضاحت سے بیان کر کے ضرورت بیان کی گئی ہے۔ قیمت ۴ر

نو طبع ناٹک معہ نظم و نثر

اشتہار کا فریب ۱۰ر۔ فرخ و دل بہار ۶ر۔ جام جہان نما ۸ر۔ گنگ تار ۱ر۔ ارمان دل ۸ر۔ ذہنیت خانم ۶ر۔ راجہ بھرتری ۱۰ر۔ تاثیر جذبۂ عشق ۸ر۔ ابو القاسم۔ سندر مینا دتی ۸ر۔ اسیر حرص ۸ر۔ پاک عصمت لڑکی ۸ر۔ زمرد و گوہر ۸ر

مفصلہ ذیل کتابیں بھوتوں اور سحر فنون کے متعلق ایسی لاجواب کتابیں ہیں جو کثیر اخراجات برداشت کر کے طبع کرائی گئی ہیں اگرچہ انکے انعام میں دینے کی گنجائش نہیں تاہم خریداران اردو اخبار کو ہم انکے مطالعہ سے محروم نہیں رکھنا چاہتے۔ گو اردو اخبار کے خریداروں کو نصف قیمت پر ملینگی

مجموعہ لوازمات } یعنی مربے۔ حلوے۔ اچار۔ چٹنیاں۔ رائتے اور مٹھائیں وغیرہ تیار کرنے کی ترکیبیں۔ قیمت ۸ر

حلوائی } جسمیں ہر قسم کی مٹھائیاں۔ نمکین چیزیں۔ چبینے۔ دودھ دہی کی چیزیں۔ پکوڑے وغیرہ وغیرہ بنانے کی ترکیبیں۔ قیمت عہ

رسوئیا } بھوجن پرکاش جس میں اہل ہنود کے طریق پر جملہ اقسام کے کھانے بنانے بتلائے گئے ہیں۔ قیمت ۱۲ر

باورچی } اسلامی ہوٹل جس میں اہل اسلام کے طریق سے جملہ اقسام کے کھانے بنانے بتلائے گئے ہیں۔ قیمت ۱۲ر

خانساماں } یا انگریزی کک جس میں انگریزی طریق سے جملہ اقسام کے کھانے تیار کرنیکا مفصل بیان ہے۔ قیمت عہ

بیکری و کنفکشنری } جس میں جملہ اقسام کی ڈبل روٹیاں بسکٹ انگریزی مٹھائیوں کا مفصل بیان اور بنانے کی ترکیبیں درج ہیں۔ قیمت عہ

شیشہ گری } جس میں کانچ ڈھالنا جلا کرنا تراشنا۔ کاٹنا۔ رنگنا مزین کرنا۔ بیل بوٹے بنانا۔ ٹوٹے کانچ کو جوڑنا۔ کانچ کی اشیاء بنانا۔ معدنی اور نقلی جواہرات تیار کرنا وغیرہ وغیرہ کی مفصل ترکیبیں درج ہیں۔ قیمت ۲ر

رنگریز } جس میں انگریزی اور دیسی طریق سے سوت۔ کپاس۔ سوتی۔ اون۔ مرینہ۔ الپاکا۔ مخمل کمخواب۔ فلالین۔ ریشم۔ سن۔ سنگری۔ جوٹ وغیرہ وغیرہ پر مختلف اقسام کے کچے اور پکے رنگ رنگنے۔ داغ چھڑانے۔ مایا لگانے اور ابرق کے ذرات بھرنے کی مجرب اور مستند تراکیب درج ہیں۔ قیمت ۱۲ر

جلائے برقی } جسمیں ٹھنڈا اور گرم ملمع کچا اور پکا ملمع اور ملمع کا پانی بنانے اور ایک دھات کا پانی دوسری دھات پر چڑھانے اور چاندی۔ سونا۔ تانبا۔ لوہا۔ نکل۔ پلاٹینم۔ سیسہ۔ جست۔ ٹیٹنیم وغیرہ وغیرہ دھاتوں کے متعلق عجیب عجیب عمال اور نئی نئی ایجادیں درج ہیں۔ قیمت عہ

تسخیر ہمزاد } مصنف کا دعویٰ ہے کہ ہمزاد کا عامل صورت دیکھتے ہی دل کی چھپی باتیں اور ہزاروں کوس کا حال ایک آن میں بتا سکتا ہے۔ اور جو چیز چاہے فوراً حاضر کر دیتا اور ہر مرض کا علاج مریض کی آواز سنکر کر سکتا ہے یہ عمل صرف چالیس روز میں تسخیر ہمزاد ہو جاتا ہے۔ تسخیر ہمزاد کے چار طریقے ہیں ہر مذہب والا سیکھ سکتا ہے۔ قیمت عہ

جادو کی نئی کل } جس میں ایسے کھیل تماشے کی مفصل ترکیبیں درج ہیں جو کثیر روپیہ کما کر بیٹھے بھی ممکن نہیں ایسے جنکے ذریعے مداری لوگ آج بھائی سے لوگوں سے روپیہ اینٹھتے ہیں۔ تماشوں کے بہت سے شعبدے اور کھیل درج ہیں جو لوگوں کو حیران کر دیتے ہیں۔ قیمت حصہ اول ۲ر حصہ دوم ۴ر

بچوں کے کھیل تماشے } جسمیں چھوٹے بچوں کے دل بہلانے اور انکو تعجب میں ڈالنے اور ذہین و عقلمند بنانیوالی کھیلیں درج ہیں۔ قیمت ۴ر

مکمل آتشبازی } جسمیں ہندوستانی آتشبازیوں۔ سیفون۔ مہتاب۔ کھلونے۔ انار والوں کے کرتب کا اور شعبدات طلسمات اور شمع کنندہ کا مفصل ذکر معہ بوتل بنانے کی تراکیب کے درج ہیں۔ قیمت نمبر ۱ ۱۲ر نمبر ۲ ۸ر

زندہ جادو } اسمیں انگلستان۔ فرانس اور امریکہ کے لاثانی شعبدہ بازوں کے منتخب شعبدے اور تماشے درج ہیں۔ قیمت ۸ر

عطر ساز اور گندھی } جسمیں ہر قسم کے ہندوستانی انگریزی اور ولایتی عطریات کے مجربات و مستند نسخے عطر تیل پھلیل۔ پوڈر ٹنکچر۔ غازہ۔ اور پومیڈ کے بنا لینے کے درج ہیں۔ قیمت ۱۲ر

صابون گری مکمل } جسمیں ہر وقت کے روز مرہ کے استعمال کے مختلف خوشبوؤں کے صابون بنانے اور انکے سامان و آلات کی تصویریں اس وضاحت سے دکھلائی ہیں کہ ناواقف شخص بھی بآسانی سمجھ سکے ۱۲ر

ہر قسم کے معجون۔ گلقند۔ لعوق۔ خمیرہ اور جوارش وغیرہ تیار کرنے کا مکمل رسالہ۔ قیمت ۸ر

ہر قسم کے عرق و شربت معہ رُب و سکنجبین جسمیں علمی و عملی طریق پر عرق و شربت رُب اور سکنجبین بنانیکے ہر قسم کے نسخے معہ فوائد نہایت جامع طور پر لکھے گئے ہیں۔ ۴ر

تیل۔ پھلیل مسی منجن۔ چوہنڈی وغیرہ کے بنانے کی پوری اور مفصل تراکیب معہ ضروری اشیاء کے۔ قیمت ۴ر

معلم ہارمونیم } اسمیں حالات باجہ ہارمونیم۔ ہدایت تال۔ پیتال۔ سیدھا پردہ۔ نقشہ ہارمونیم بعد کی تقسیم۔ اسکے اتار چڑھاؤ وغیرہ پر ہاتھ رواں کرنا۔ چھوٹے بڑے بول بجانا۔ سرگم کی مشق۔ بھجن استائی و انترہ اشعار راگنیاں اور آخر میں ناٹکوں کے دلپسند چیدہ و خوشنما امیز طرز کی گتیں درج ہیں۔ اُتار چڑھاؤ تولوں اور ہر ایک سپتک کے توڑوں کی خاص علامات اور نشانات اسطرح دئے گئے ہیں کہ بکمال سہولت و آسانی ذہن نشین ہو جاتے ہیں۔ قیمت عہ

المشتہر منیجر اردو اخبار لاہور

Digitized by Khilafat Library